لا الٰہ الا اللہ

اسلامی تاریخ میں
توحید کی ترویج و اشاعت کیلئے
علمائے سلف کی خدماتِ حسنہ کا تفصیلی تذکرہ

عقیدۂ توحید
اور
علمائے سلف کی خدمات

تصنیف

شیخ العرب والعجم السید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ

٢٦
ع

عقیدۂ توحید
اور
علمائے سلفؒ کی خدمات

سلسلة مطبوعات - 20

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:	عقیدۂ توحید اور علماء سلف کی خدمات
مصنف:	شیخ العرب والعجم علامہ السید بدیع الدین الراشدیؒ
اشاعت اول:	مئی 2000ء بمطابق صفر 1421ھ
تعداد:	گیارہ صد (1100)
مطبع:	احمد پریس لاہور فون: 7240024

ناشر

مكتبة الدعوة السلفية

میمن کالونی۔ ٹیاری۔ ضلع حیدرآباد۔ سندھ

ڈسٹری بیوٹر:

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

7 رحمان مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور

فون: 7120054 فیکس: 7320703

50 لوئر مال (نزد ایم-اے-او کالج) لاہور

فون: 7240024-7232400 فیکس: 7354072

اسلامی تاریخ میں

توحید کی ترویج و اشاعت کیلئے

علمائے سلف کی خدماتِ حسنہ کا تفصیلی تذکرہ

عقیدۂ توحید
اور
علمائے سلف کی خدمات

تصنیف

شیخ العرب والعجم السید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ

مکتبۃ الدعوۃ السلفیۃ
میمن کالونی مٹیاری
ضلع حیدرآباد سندھ

المكتبة الرحمانية
۹۹-۰۰ بی ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 10961

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

سخنائے گفتنی از ناشر	7
تقدیم پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ	10
سخنے چند از پروفیسر عبدالجبار شاکر حفظہ اللہ	15
تقریظ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ	17
پیش لفظ عبدالعزیز نھڑیو حفظہ اللہ	24
توحید کی اہمیت و عظمت	32
پہلی صدی ہجری	39
دوسری صدی ہجری	40
تیسری صدی ہجری	44
چوتھی صدی ہجری	49
پانچویں صدی ہجری	52
چھٹی صدی ہجری	55
ساتویں صدی ہجری	56
آٹھویں صدی ہجری	57
نویں صدی ہجری	63
دسویں صدی ہجری	64
گیارہویں صدی ہجری	65

بارھویں صدی ہجری 66
تیرھویں صدی ہجری 68
شیخ الاسلام کے پیدائش کے وقت نجد کے مذہبی حالات 69
کتاب التوحید کا تعارف اور علمی مرتبہ 70
کتاب التوحید کی شروحات 74
فتح المجید کا علمی مقام 77
حیات امام الدعوۃ 79
چودھویں صدی ہجری 103
سید احسان اللہ شاہ راشدی 106
مولانا ثناء اللہ امرتسری 107
نواب صدیق حسن صاحب 108
حافظ عبداللہ روپڑی 110
مولانا محمد جوناگڑھی 111
علامہ محمد بشیر سہسوانی 111
مولانا دین محمد وفائی 113
مولانا حاجی احمد ملاح 113
سلیمان بن سحمان النجدی 114

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنائے گفتنی از ناشر

الحمدللہ والتحیات والطیبات اللّٰہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ خاتم النبین الذی لانبی بعدہ۔

عقیدہ توحید اسلام کی وہ اساس ہے جس کی تعلیم وترویج کے لیے اللہ تعالی نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے نوع انسان کو ان الفاظ میں اللہ تعالی کے وحدانیت کی دعوت دی کہ:

﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ﴾ (النساء٤/ ٣٦)

”اور تم سب اللہ تعالی کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ“۔

یہ سلسلۂ دعوت تاہنوز جاری ہے اور نبی آخر الزمان ﷺ کے ورثاء نے اپنے اوپر عائد شدہ اس ذمہ داری کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ اِلٰہی توحید کے علم بردار علماء میں شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کا نام سر فہرست ہے آپ نے مشرکانہ عقائد وبدعات اور خرافات کے طوفان میں جس عزم صمیم اور مومنانہ عزیمت ومجاہدانہ پامردی کے ساتھ اصلاح تجدید کا بیڑہ اٹھایا وہ سلسلۂ دعوت وعزیمت کا ایک یگانہ روزگار شاہکار اور تاریخ احیائے اسلام کا درخشاں باب ہے۔ ان کی یہ امتیازی حیثیت ہر جگہ نمایاں ہے کہ انہوں نے خالصتاً اپنی دعوت کی عمارت کو کتاب وسنت کی بنیاد پر استوار کیا اور کہیں بھی اسلام کی سادہ اور بنیادی تعلیمات میں فلسفیانہ، صوفیانہ اور متکلمانہ کج فکریوں اور خیال آفرینیوں کو در آنے کا موقع نہ دیا اور آپ نے عقیدہ توحید

پر "کتاب التوحید" لکھ کر کفر وشرک کے ایوانان میں زلزلہ برپا کردیا جس سے شرک وبدعت کی خود ساختہ عمارتیں لرز براندم ہو کر زمین بوس ہو گئیں اور آئمہ کفر وشرک میں صف ماتم بچھ گئی- مذکورہ کتاب میں شیخ صاحب نے توحید کے باھر پہلو کی وضاحت کی اور شرک کے ہر ہر پہلو کی قرآن وسنت کی روشنی میں تردید کی اس طرح "کتاب التوحید" کو پذیرائی حاصل ہوئی علماء خلف نے اس کی شروحات تحریر کیں اس سلسلے میں آپ کے پوتے شیخ عبدالرحمٰن بن حسن الشیخ کی لکھی گئی شرح "فتح المجید" سب سے زیادہ مشہور واہم ہے- اس شرح کی افادیت کے پیش نظر مولانا عطاء اللہ ثاقب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اردو کے قالب میں ڈھالا اور سعودی بادشاہ شاہ فیصل مرحوم کے ذاتی خرچ پر لاکھوں کی تعداد میں تقسیم ہوئی اور شیخ العرب والعجم علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدی نے ۸۴ صفحات پر مشتمل فصیح وبلیغ مقدمہ تحریر فرمایا جس میں پہلی صدی ہجری سے لیکر رواں صدی تک علماء سلف کی توحیدی کاوشوں کی مکمل داستان ہے اس مقدمہ کی افادیت وضرورت کے پیش نظر اس کو "عقیدۂ توحید اور علماء سلف کی خدمات" کے نام سے کتابی شکل میں شائع کر رہے ہیں تاکہ اس پوشیدہ علمی خزانے سے ہر خاص وعام مستفید ہو کر عقائد کی درستگی کے ساتھ ساتھ راہ راست پر گامزن ہو سکے اور نبی آخرالزمان ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔

اس سلسلے میں محترم پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی امیر جمعیت اہل حدیث سندھ کا انتہائی شکر گزار ہوں جنھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کتاب پر علمی مقدمہ تحریر فرما کر احقر کی ہمت افزائی فرمائی ساتھ ساتھ برادرم عبدالعزیز نہڑیو صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی ناگزیر ہے جنھوں نے بڑی جانفشانی اور احتیاط سے کتاب کی پروف ریڈنگ کی اور ساتھ ہی پیش لفظ کے طور پر علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدی کی توحید کے لئے کی گئی جدوجہد پر ایک علمی مقالہ لکھ کر کتاب میں اشاعت کیلئے عنایت فرمایا- علاوہ ازیں میں جماعت کے نامور اسکالر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے

رکن و مدیر حافظ صلاح الدین یوسف کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب پر علمی تقریظ لکھ کر بندہ، ناچیز کی ہمت افزائی فرمائی۔ اور پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب ڈائریکٹر بیت الحکمت کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر کتاب کے مواد پر نظر ثانی فرمائی۔ مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب پر ایک بصیرت افروز تعارف رقم کیا۔

اس کے ساتھ دارالسلام کے رفقاء کار محترم علی حیدر صاحب کا بھی ممنون ہوں جن کی محنت شاقہ کی بدولت کتاب طباعت کے قابل ہوئی۔ خصوصاً برادرم محترم حافظ عبدالعظیم کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے کتاب حسن طباعت سے مزین ہو کر منظر عام پر آئی۔ ((جزاهم الله احسن الجزاء فی الدنیا والآخرة))۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے ذریعہ، نجات بنائے اور ہم سب کو عقیدۂ توحید کو اپنانے، قرآن وسنت پر عمل کرنے اور سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مٹیاری — والسلام

۱۸-اپریل ۲۰۰۰ء — خادم العلم والعلماء

احقر العباد

عبدالرحمٰن میمن

مدیر :مکتبہ دعوة السلفیه

میمن کالونی مٹیاری- ضلع حیدر آباد سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد!

زیر مطالعہ مختصر مگر انتہائی پر مغز اور جامع رسالہ استاذ العلماء، محدث دیار سندھ علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کے آثار علمیہ میں سے ہے۔ جو محترم شاہ صاحب مرحوم نے "کتاب التوحید" کی شرح فتح المجید کے ترجمہ بنام "ھدایۃ المستفید" پر بطور مقدمہ تحریر کیا تھا...... اس کتاب اور اس کے مقدمے کا موضوع نفیس توحید باری تعالی ہے۔ یہ سب سے اہم اور مقدس موضوع ہے۔ کیونکہ توحید اصل دین ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی معروف حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے دین اسلام کے بڑے اہم قواعد بیان فرمائے اس میں ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

((ھل ادلك علی رأس ھذ الأمر ......؟))

"کیا تمہیں اس دین کے سر کی راہنمائی کروں؟"

پھر فرمایا:

((رأس ھذ الأمر الاسلام))

"اس دین کا سر اسلام ہے۔"

جبکہ اس حدیث میں ایک روایت ان الفاظ سے بھی وارد ہوئی ہے۔

((رأس ھذ الأمر شھادۃ ان لا الہ الا اللہ))

"اس امر کا سر (لا الہ الا اللہ) کی گواہی ہے۔"

یہاں دو باتیں بڑی صراحت سے سامنے آ رہی ہیں:

(۱) اسلام اور (لا الہ الا اللہ) کی گواہی ایک ہی چیز ہیں۔
(۲) لا الہ الا اللہ کی گواہی کو محمد رسول اللہ ﷺ نے راس دین یعنی دین کا سر یا اصل دین قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام نے اپنی دعوت کا آغاز عقیدۂ توحید سے کیا۔

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل ۱۶/ ۳۶)

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝٢٥ ﴾ (الأنبیاء ۲۱/ ۲۵)

چنانچہ ہر نبی کی دعوت کا نقطہ آغاز عقیدہ توحید ہے جب لوگوں نے توحید کی دعوت کو مانا تو بات مسائل واحکام تک چلی اول دلیل صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن میں بطور معلم وداعی کے بھیجتے ہوئے دعوت کی ترتیب ومراحل سے آگاہ فرمایا۔

اور اگر لوگوں نے توحید کی دعوت قبول نہیں کی تو پوری زندگی بات اس نقطہ توحید میں موقوف ومرکوز رہی۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق روز قیامت، میدان محشر میں کچھ انبیاء بالکل تنہا کھڑے ہوں گے۔

توحید کی صحت درحقیقت عمل کی قبولیت کی بنیاد ہے بشرطیکہ عمل سنت کے مطابق ہو۔ جبکہ عمل یا عقیدے پر شرک کا تلوث، خواہ وہ سوئی کی نوک کے برابر کیوں نہ ہو، ہر نیکی کو برباد کردیتا ہے۔ ریاکاری سب سے چھوٹا شرک ہے اور وہ اعمال کو تباہ کردیتا ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ریاکار قاریٔ قرآن، ریاکار سخی، اور ریاکار شہید، عمل کی عظمت کے باوجود محض ریاء کاری کی وجہ سے سب سے پہلے جہنم کا لقمہ بن کر اسی کی آگ کو بھڑکائیں گے "اعاذنا اللہ من فتنة الریاء"

جب سب سے چھوٹے شرک کی تباہ کاری و بربادی کا یہ عالم ہے تو باقی شرک تو اس سے بڑے ہیں ان کی موجودگی کتنی خطرناک ہوگی۔

((من يشرك بالله فقد حرّم الله عليه الجنة ......))

"جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالی نے اس پر جنت کو حرام کردیا ہے۔"

شیخ محمد بن عبدالوہاب صاحب کی کتاب الموسوم بہ (کتاب التوحید) اصلاح عقیدہ کے تعلق سے روشنی کا ایک مینار ہے انہوں نے اس کتاب میں توحید خالص کو خوب نکھار کر قرآن وحدیث کے دلائل سے مزیّن کر کے پیش کردیا ہے جب کہ "فتح المجید" کے نام سے اس کی شرح نے اس کتاب کے محاسن کو مزید اجاگر کیا، اس کتاب کے اردو ترجمہ (هداية المستفيد) از مولانا عطاء اللہ ثاقب صاحب پر محترم شاہ صاحب مرحوم نے یہ علمی مقدمہ تحریر فرمایا۔

اس عظیم مقدمے کو تین حصوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے، چنانچہ شروع میں شاہ صاحب نے عقیدۂ توحید کی اہمیت، ضرورت اور فضیلت کے تعلق سے نفیس نکات تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ شاہ صاحب نے مدلل گفتگو فرمائی ہے۔ کیونکہ کتاب وسنت سے استدلال تو ہمارے شیخ محترم کا طرۂ امتیاز ہے، رحمه الله رحمة واسعة .

اس مقدمہ کا دوسرا حصہ بڑا اہم اور منفرد وممتاز ہے۔ اس میں شیخ محترم نے ہر دور یا ہر صدی پر علماء ومحدثین کی توحید کے تعلق سے قلمی وعلمی کاوشوں کی ایک تفصیلی فہرست فراہم فرمائی ہے۔ یہ شاہ صاحب مرحوم کی غزارت علمی کا ٹھوس ثبوت ہے۔

اس تفصیلی فہرست سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سلف صالحین نے کس قدر توحید کا اہتمام فرمایا ہے اور واقعۃً عقیدۂ توحید مہتم بالشان ہے، کیونکہ یہ اصل دین ہے، سارا دین توحید کی اساس پر ہے، تخلیق کائنات کا مقصد توحید

ہے، نظام کائنات توحید کی وجہ سے چل رہا ہے، اخروی کامیابیوں، کامرانیوں اور سعادتوں کی بنیاد توحید ہے۔ جب کہ اخروی ناکامیوں، نامرادیوں، شقاوتوں، نحوستوں اور ہلاکتوں کی وجہ عقیدۂ توحید میں خلل، اضطراب یا انکار ہے۔

دین اسلام کے ہر عمل کی روح رواں توحید ہے۔ قرآن مجید کی ہر آیت توحید ہی سے مربوط و منسلک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدے کا سچا صحیح فہم عطا فرمائے۔ اس مقدمہ کا تیسرا حصہ مؤلف کتاب التوحید، مجدد ملت، عظیم مجاہد شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ واسکنہ فسیح جنانہ کی حیات طیبہ پر مشتمل ہے۔

اس مقدمہ کی افادیت کا تقاضہ یہی تھا کہ اسے الگ مستقل کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے، تاکہ اس کی اشاعت مزید وسیع ہو کر مزید لوگوں کی ہدایت، و اضافہ علم کا باعث بنے۔ یہ خدمت ہمارے بھائی مولانا عبد الرحمٰن میمن صاحب نے انجام دی ہے۔

مولانا عبد الرحمٰن میمن صاحب محنت، لگن اور شوق کے ساتھ شاہ صاحب کے مرحوم کے آثار علمیہ کی اشاعت پر منہمک ہیں ان کی یہ گراں قدر کوششیں گا ہے بگاہے عظیم سرمایہ لوگوں تک پہنچا رہی ہے، فجزاہ اللّٰہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔

اللہ تعالیٰ کتاب التوحید کے مؤلف، شارح، مترجم، اور مقدمہ کے مؤلف و ناشر کو اجر جزیل عطا فرمائے اور کتاب سے کثیر خلق کو نفع پہنچائے اسی طرح اسی مقدمے کی افادیت سے کماحقہ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کتب کی تالیف سے اصل ہدف و مقصد افادہ خلق ہے اس کے ذریعے کسی ایک بندے کو صحیح عقیدے کی معرفت مل جائے تو ہمارا مقصود حقیقی حاصل ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس گمراہیوں کی دلدل سسکتی اور بھٹکتی دنیا کو توحید کے اجالے سے منور فرمادے، جو ایٹم بم تک تو رسائی حاصل کر چکی ہے۔ مگر اپنے پروردگار کی معرفت سے ہنوز محروم ہے۔ رب ذوالجلال کی قسم یہ ایٹمی شان و شوکت عقیدۂ توحید کے بغیر راکھ کا ڈھیر ہے، اپنے رب کی توحید

کو پہچان لو، اس کا صحیح اہتمام کرلو، اس نفیس زیور سے قلوب واذہان واعمال کو مزیّن ومرصع کرلو، وقت پڑنے پر وہ تمہاری لاٹھیوں میں ایٹمی طاقت پیدا فرمائے گا۔

وما ذالك على الله بعزيز

واصلي واسلم على نبيه محمد وعلى آله وصحبه واهل طاعته اجمعين

کتبہ:

عبداللہ ناصر رحمانی

امیر جمعیت اہلِ حدیث سندھ

❀❀❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنے چند

دین و شریعت کا نقطہ آغاز "توحید" ہے- تمام اسرار دین اور رموز شریعت اسی ایک تصور کی تشریح و تفسیر ہیں- یہی باعث ہے کہ عقیدۂ توحید کے ابلاغ، دعوت اور اشاعت کے لیے حق تعالیٰ جل شانہ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل جیسی قدسی صفات شخصیات کو اس اہم ترین ذمہ داری پر مامور کیا- ایک بندۂ مسلم کے اعمال خیر کا اثاثہ صرف اسی صورت میں معتبر اور لائق جزا ہے جب کہ ان میں توحید کی حقیقی روح اور اخلاص موجود ہو- اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر مفسرین، محدثین اور علمائے سلف نے اس تصور توحید کی اہمیت، وضاحت اور دعوت کے لیے زبردست علمی اور قلمی جہاد کیا ہے-

اس موضوع پر گزشتہ چودہ صدیوں میں سینکڑوں علمی اور تحقیقی کتابیں منصۂ شہود پر آئی ہیں مگر ان میں جو مقبولیت اللہ تعالیٰ نے بارھویں صدی ہجری کے امام الدعوۃ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب التوحید" کو عطا کی وہ اس سلسلۃ الذہب میں انفرادیت کی حامل ہے- اس کتاب کی ایک جامع شرح ان کے نامور پوتے شیخ عبدالرحمٰن بن حسن نے "فتح المجید" کے عنوان سے کی جس کا پہلا اردو ترجمہ مولانا عطاء اللہ ثاقب نے کیا جس پر ایک مبسوط مقدمہ السید بدیع الدین شاہ راشدی نے تحریر کیا ہے-

پیش نظر کتاب "عقیدۂ توحید اور علماء سلف کی خدمات" فتح المجید کے مشہور و معروف مقدمہ کی الگ سے ایک اختصاصی اشاعت ہے- اس مقدمہ یا کتاب کے فاضل مؤلف برصغیر کے ممتاز علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں- اس راشدی خاندان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سندھ کی سرزمین میں جہاں انوار توحید کی

شعاعیں سب سے پہلے برصغیر میں داخل ہوئیں' مسئلہ توحید کے ادراک اور دعوت کا مؤثر اور مستقل اسلوب اختیار کیا- اس کتاب کے فاضل مصنف عربی' اردو اور سندھی زبانوں میں ۱۶۰ کتب کے مصنف ہیں- مگر اس ارمغانِ علمی میں گل سر سبد کی حیثیت مسئلہ توحید کو حاصل ہے- یہ بات بلا خوف و تردید کہی جا سکتی ہے' کہ 'حق تعالیٰ نے اثبات توحید کے ضمن میں جن صلاحیتوں سے آپ کو نوازا تھا آپ نے پوری زندگی مقدور بھر ان کا بھرپور استعمال کیا- اسی باعث یہ کتاب شائقین توحید کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے-

اس کتاب کے شروع میں عقیدۂ توحید کی اہمیت و فضیلت واضح کی گئی ہے- دوسرے حصے میں گذشتہ چودہ صدیوں میں ان تمام علمی کاوشوں اور دعوتی خدمات کا صدی وار احاطہ کیا گیا ہے جس سے یہ کتاب مسئلہ توحید کے خدمت گزاروں کی ایک مستقل تاریخ کا درجہ اختیار کر گئی ہے- اس تصنیف کے آخر میں امام الدعوۃ محمد بن عبدالوہاب کی دعوتی سرگرمیوں اور علمی خدمات کا بھرپور تعارف کرایا گیا ہے-

کتاب التوحید کی علمی فضیلت اور اس کی شرح "فتح المجید" کی دعوتی عظمت کی تفصیلات کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے- انتہائے آخر میں چودھویں صدی ہجری تک مسئلہ توحید کی خدمات کے سلسلے میں ایک مبسوط تذکرہ پیش کیا گیا ہے-

"عقیدۂ توحید اور علمائے سلف کی خدمات" میں دین اسلام کے اساس اور کلیدی تصور کی تاریخ کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے- مجھے امید ہے کہ اس کوشش کا دینی اور دعوتی حلقوں میں ایک بصارت افروز اور بصیرت آموز پیغام کی حیثیت سے استقبال کیا جائے گا- اللہ تعالیٰ اس کے مرتب عبدالرحمٰن میمن کی اس مساعی جمیلہ کو مقبول و مشکور فرمائے آمین-

۲۷- اپریل ۲۰۰۰ء

پروفیسر عبدالجبار شاکر
ڈائریکٹر پبلک لائبریریز پنجاب'
بیت الحکمت' ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

آیۃ من آیات اللہ شیخ العرب والعجم

سید بدیع الدین شاہ راشدی پیر آف جھنڈا رحمہ اللہ تعالیٰ

زیر نظر کتاب علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ کی علمی کاوشوں میں ایک ہے۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے خاندانی شرف و وجاہت کے علاوہ علم و فضل کی خوبیوں تفقہ اور استنباط کی بہترین صلاحیتوں، دعوت و تبلیغ کے ولولوں اور جذبوں، تصنیف و تالیف کے سلیقے اور نقد و تحقیق کے اعلیٰ ذوق، قوت حافظہ اور اخلاق و کردار کی رفعتوں سے نوازا تھا۔ ان خوبیوں نے انہیں مجموعہ صفات اور مجمع کمالات بنادیا تھا۔ ع

وَلَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ
أَنْ يَجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ

وہ سندھ کے راشدی خاندان کے چشم و چراغ بلکہ اس کے گل سر سبد تھے جو سندھ کا ایک ممتاز خاندان ہے۔ جس کی دو شاخیں ہیں۔ ایک "پیر پگارا" اور دوسری "پیر جھنڈا" کہلاتی ہے۔ اس کی ضروری تفصیل راقم اپنے اس مضمون میں بیان کر چکا ہے جو پیر محب اللہ شاہ راشدی پر تحریر کیا تھا اور جو الاعتصام (جلد ۴۷، شمارہ ۱۴) میں چھپ چکا ہے۔

پیر صاحب نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا تھا، وہ تقریباً سب حنفی تھے۔ لیکن

اللہ تعالیٰ نے انہیں تقلیدی جمود سے محفوظ رکھا' اس میں جہاں ان کے والدین کی تربیت اور اتباع سنت کے اس ماحول نے موثر کردار ادا کیا- جو انہیں ان کے گھر کے اندر ملا- وہاں ان کے ذوق تحقیق کا بھی اس میں بہت دخل ہے- مبدء فیض کی کرم گستری نے نقد و تحقیق کا بہت اعلیٰ ذوق انہیں ودیعت کیا- وہ ہر بات کو خوب پرکھتے' جانچتے اور اسے دلائل کی میزان میں تولتے- ذہن اخاذ تھا اور تفقہ و استنباط کی اعلیٰ صلاحیتوں سے مالامال' مطالعے کی وسعت اور گہرائی و گیرائی اس پر مستزاد- علاوہ ازیں نقد و تحقیق کے محدثانہ اصول اور رجال حدیث پر بھی ان کی نظر وسیع اور گہری تھی- تمام ذخیرۂ حدیث اور فقہ اسلامی' کھلی کتاب کی طرح' ان کے سامنے تھی- حتیٰ کہ مجموعہ حدیث کے قلمی نسخوں پر بھی ان کی نظر تھی- اس لیے بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ پاک و ہند ہی نہیں پورے عالم اسلام میں وسعت مطالعہ و امعان نظر اور نقد و تحقیق کی بے پناہ صلاحیتوں کے اعتبار سے پیر صاحب جیسے عالم' محدث اور محقق چند ایک ہی ہوں گے- رحمۃ اللہ تعالیٰ-

اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ سے بھی خوب نوازا تھا- اور اس اعتبار سے بھی ان کی شخصیت "آیۃ من آیات اللہ" کا مصداق تھی- جن لوگوں کو ان کے مواعظ و خطبات سننے کا زیادہ اتفاق ہوا ہے' وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ پیر صاحب کا حافظہ دیکھ کر ان محدثین کا نقشہ سامنے آجاتا تھا' جن کے حفظ و ضبط کے محیر العقول واقعات ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں-

ان کے ذوق نقد و تحقیق کی کئی علمی یادگاریں کتابوں اور تعلیقات و حواشی کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہیں- جن میں بعض مطبوعہ ہیں اور بعض غیر مطبوعہ- ان سے ان کی حدیث و فقہ میں مہارت کا' علل حدیث اور اسماء الرجال سے گہری واقفیت کا اور قوتِ استدلال و ملکہ استنباط و استخراج کا بھی پتہ چلتا ہے-

ان کی لائبریری بھی بہت وسیع ہے جسے عالمی شہرت حاصل ہے' اس میں حدیث و فقہ' اصول حدیث و اصول فقہ' اسماء الرجال' تفسیر اور تاریخ و سیر سے متعلقہ

بیشتر مطبوعہ کتابیں اور بہت سی غیر مطبوعہ کتابیں موجود ہیں- پوری دنیا سے محققین' اہل علم واہل قلم اس لائبریری سے استفادے کے لیے حاضر ہوتے ہیں-

ان کا اپنا ایک مدرسہ بھی تھا- جس میں دوسرے مدرسین کے علاوہ خود بھی تدریس کے فرائض سر انجام دیتے تھے- ان کی اپنی عظیم شخصیت کی وجہ سے بعض عرب ممالک کے طلباء بھی ان سے استفادے اور ان کے خوان علم کی ریزہ چینی کے لیے ان کے پاس آتے اور کئی کئی سال ان کے پاس مقیم رہتے- ان کے سرچشمہ علم سے فیض یاب ہوتے- آج سے ۱۵-۱۶ سال قبل حضرت پیر صاحب سندھ سے ہجرت کر کے مکۃ المکرمہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں اقامت اختیار کرلی تھی- اس طرح کئی سال حرم مقدس میں قرآن وحدیث کا درس دیا اور وہاں ہزاروں تشنگان علم آپ سے سیراب ہوئے' جن میں سعودی' یمنی' مصری وشامی اور افریقی ممالک وغیرہ کے طلباء و اصحاب علم شامل ہیں- اسی لیے آپ بجا طور پر شیخ العرب والعجم کے لقب جلیل سے ملقب ہوئے- غفر اللہ لہ-

حدیث وفقہ کے علاوہ قرآن کریم کے ساتھ بھی آپ کا تعلق نہایت گہرا اور والہانہ تھا- قرآن کریم کی تلاوت نہایت پرسوز آواز میں فرماتے' جو والہانہ پن کی غماز بھی ہوتی اور وجد آفرین بھی- اسی طرح قرآن کریم کے حقائق ومعارف اور لطائف پر بھی آپ کی نظر تھی- قدیم وجدید تمام تفاسیر سے آپ آگاہ تھے- قرآن کے نام پر جو گمراہیاں لوگ پھیلاتے ہیں' ان سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی تھی- چنانچہ آپ نے سندھی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر کا بیڑا اٹھایا' تاکہ ایک صحیح سلفی تفسیر مرتب ہو اور اس میں فکری گمراہیوں کی مدلل تردید بھی ہو- اس کی آٹھ جلدیں بدیع التفاسیر کے نام سے چھپ بھی چکی ہیں- لیکن ابھی یہ نصف قرآن تک بھی نہیں پہنچی ہے- یہ معلوم نہیں کہ پیر صاحب کہاں تک لکھ چکے تھے-[1] یہ تفسیر مکمل ہو جاتی تو اپنی مثال آپ ہوتی- پیر صاحب کا خیال تھا کہ اس تفسیر کو وہ خود عربی میں منتقل کریں گے[2] اور پھر کسی سے اردو ترجمہ بھی کروائیں گے لیکن' ماشاء اللہ کان و مالم یشالم

یکن- و کان امر اللّٰہ قدرا مقدورا-

پیر صاحب کی مادری زبان تو سندھی تھی، لیکن عربی زبان پر بھی پورا عبور تھا' اور اس میں انشاء کا ملکہ بھی حاصل' چنانچہ عربی میں بھی آپ نے متعدد کتابیں یا تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے ہیں' جنھیں شائع کرنے کی شدید ضرورت ہے' اسی طرح قومی زبان اردو میں بھی آپ کو خوب دسترس تھی' یہی وجہ ہے کہ تینوں زبانوں میں آپ کی کتابیں موجود ہیں' سندھی' اردو اور عربی میں- بیک وقت کئی زبانوں پر عبور اور انشاء و بیان کی استعداد و صلاحیت بھی بہت کم اہل علم و اہل کمال کو حاصل ہوتی ہے-ذالك فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء-

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اونچے درجے کے اہل علم و تحقیق' اصحاب درس و افتاء' مفسر و محدث اور مصنف و مؤلف' دعوت و تبلیغ کے محاذ پر زیادہ سرگرم ہوتے ہیں اور نہ اس کی استعداد و صلاحیت سے بہرہ ور ہی' لیکن حضرت پیر صاحب رحمہ اللّٰہ کی ایک انفرادی شان یہ بھی تھی کہ جہاں وہ ایک عظیم محقق' بے مثال محدث' مایۂ ناز مفسر اور نامور مصنف و مؤلف تھے- وہاں وہ ایک عظیم مبلغ اور داعی کبیر بھی تھے- فرق باطلہ کے لیے وہ ایک گرزابرز شکن اور شرک و بدعت کی تردید میں ایک سیف برہنہ اور مسلک حقہ' کے اثبات اور توحید الٰہی کی توضیح کے لیے حجت قاطع' برہان ساطع اور قندیل ربانی تھے- ایک طرف وہ بزم افتاء و تدریس کے صدر نشین تھے تو دوسری طرف تبلیغی اجتماعات اور دعوتی کانفرنسوں کی رونق اور روح رواں- ایسے عوامی اجتماعات میں بھی ان کی تقریریں جوش وولولے کی مظہر' قرآن و حدیث کے دلائل

ا۔ یہ تفسیر سورۃ النحل تک یعنی تیرہ پارے مکمل ہو چکی تھی جو تقریباً بارہ جلدوں میں متوقع ہے جس میں ایک جلد مقدمۃ التفسیر جو کہ تقریباً ۴۵۰ صفحات پر مشتمل ہے اور باقی آٹھ جلدیں چھپ چکی ہیں اور باقی طباعت کے مراحل میں ہے-

۲۔ یہ کام خود شاہ صاحب نے شروع کر دیا تھا- مقدمہ التفسیر اور پہلی جلد جو کہ سورۃ الفاتحہ پر مشتمل بھی دو تہائی حصہ مکمل کر چکے تھے-

سے مزین اور زبان و بیان اور استدلال کی قوت سے بھرپور ہوتیں- گویا بیان اور استدلال کا بحر تلاطم خیز موجزن ہوتا جس میں فریق مخالف کے دلائل خس وخاشاک کی طرح بہہ جاتے- قرآن وحدیث کی ایسی روشنی ہوتی جس سے شرک وبدعت کی تاریکیاں دور ہوجاتیں اور حقائق ومعارف کا ایک دریا ہوتا جو سامعین کو اپنے ساتھ بہا لے جاتا- ایک عوامی مقرر' شعلہ بیان خطیب اور سحر انگیز واعظ کی حیثیت سے وہ لاکھوں دلوں کی دھڑکن 'ان کے محبوب راہنما اور عظیم قائد تھے -اور اپنی انہی خوبیوں کی وجہ سے شرک و بدعت کی تاریکیوں میں ایک مینارۂ نور تھے' الحاد و زندقہ کے جھکڑوں میں ایمان کی بادِ بہاری تھے اور قافلۂ حق کے سالار اور حدی خواں تھے- لاکھوں اہل توحید ان کے ایمان افروز خطاب سے اپنے دلوں کی کشت ویراں کو سیراب کرتے تھے- ہزاروں اہل شرک وبدعت کو ان کی تقریروں سے توحید وسنت کی روشنی نصیب ہوئی- اور بہت سے گم گشتگان ضلالت کو ہدایت کی صراط مستقیم اختیار کرنے کی سعادت ملی-

ان کی وفات سے بزم تحقیق ہی سونی نہیں ہوئی' تبلیغ ودعوت کی رزم گاہیں بھی اجڑ گئی ہیں- افتاء وتدریس کی مسند ہی اپنے صدر نشین سے محروم نہیں ہوئی- وعظ و خطابت کی مجلسوں کو گرمانے والا بھی چلا گیا- علمی محفلوں کو آباد کرنے والا ہی راہیٔ ملک عدم نہیں ہوا- مساجد ومدارس کے اجتماعات بھی بے رونق ہو گئے' سچ ہے ؎

وَمَا كَانَ قيس هلكه هلك واحد

ولكنه بنيان قوم تهدّما

ایسی ہمہ صفت موصوف شخصیتیں روز روز پیدا نہیں ہوتیں' ماہ وسال کی ہزاروں گردشوں کے بعد ہی پردۂ عدم سے نکل کر سامنے آتی ہیں- وہ یقیناً اس اردو شعر کا بھی صحیح مصداق تھے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عقیدۂ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

اور اس فارسی شعر کا بھی اطلاق ان پر ہوتا ہے۔

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا زبزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ان تمام خوبیوں اور کمالات کے ساتھ 'اخلاق و کردار کی بھی بلندیوں پر فائز تھے ان کی زبان اپنے ہم عصروں کی غیبت اور بدگوئی سے پاک تھی۔ ان کا دل حسد' بغض و عناد اور تکبر کی آلائشوں سے صاف تھا۔ مزاج و طبیعت میں سادگی اور انکساری تھی۔ اہل علم و فضل کے قدر دان اور چھوٹوں پر رحم و شفقت فرمانے والے تھے۔ ہر چھوٹے بڑے سے بڑے تپاک' محبت اور سرگرمی سے ملتے۔ حق گوئی اور صاف گوئی میں کوئی رو رعایت نہیں کرتے۔ زہر ہلاہل کو انہوں نے کبھی قند نہیں کہا۔ اور اس معاملے میں وہ اپنوں کی خفگی اور بیگانوں کی ناخوشی کی قطعاً پروانہ کرتے۔ جماعت کی دھڑے بندی سے وہ سخت ملول اور رنجیدہ رہتے تھے۔ اسی لیے وہ کسی ایک دھڑے کے ساتھ وابستہ رہنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ جو بھی ان کو بلاتا وہ حاضر ہو جاتے۔ اور دھڑوں کے مفادات سے بالا ہو کر مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لینے اور کلمۂ حق کی ادائیگی اور اس کی پشتیبانی کرتے۔

حضرت الاستاذ مولانا عطاء اللہ حنیف نور اللہ مرقدہ سے وہ خصوصی ربط و تعلق اور ارادت رکھتے تھے۔ حضرت الاستاذ کی بھی حضرت پیر صاحب کی طرح حدیث و رجال پر گہری نظر تھی اور مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا اور کتب خانہ بھی وسیع تر۔ علاوہ ازیں مسلک سلف سے گہری وابستگی اور اس کی نشر و اشاعت کا جذبہ بھی دونوں کے درمیان قدر مشترک تھا۔ حضرت الاستاذ بھی حضرت پیر صاحب اور ان کے برادر اکبر پیر محب اللہ شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ دونوں سے ان کے علم و فضل اور مذکورہ اقدار مشترکہ کی وجہ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ غفر اللہ لھم۔

حضرت پیر صاحب راقم پر بھی شفقت فرماتے تھے اور راقم کے مضامین پر حوصلہ افزائی فرماتے۔ اگست ۱۹۹۴ء کے اوائل میں' جب ان کی آنکھوں کا اپریشن ہوا

تھا- اور پیر صاحب اپنے کالی موری (حیدر آباد) والے مکان پر تشریف فرما تھے' راقم اپنے محب و مشفق جناب عبدالکبیر گزور کی معیت میں مزاج پرسی اور زیارت کے لیے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو "الاعتصام" سے علیحدگی پر بعض اور اہل علم کی طرح' اپنے رنج وملال کا اظہار فرمایا- یہ راقم کی ان سے آخری ملاقات ثابت ہوئی- آہ' کیا معلوم تھا کہ یہ حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ سے آخری ملاقات ہے-

جنوری ۱۹۹۵ء (۱۴۱۵ھ) میں سید محب اللہ شاہ راشدی صاحب اللواء الساوس کے انتقال پر ملال کا سانحۂ عظیمہ پیش آیا تھا اور پورے ایک سال کے بعد یعنی جنوری ۱۹۹۶ء میں ان کے برادر اصغر سید بدیع الدین شاہ پیر جھنڈا بھی راہیٔ ملک بقا ہو گئے- انا للہ و انا الیہ راجعون- ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی ولا نقول الاما یرضی بہ ربنا تبارك و تعالی-

ع خدا مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

بہر حال ان کی وفات سے علم وفکر کی دنیا میں اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں جو زبردست خلا پیدا ہوا ہے' بظاہر اس کے پر ہونے کی امید نہیں- جماعت' ایک عظیم علمی سرمائے سے محروم ہو گئی ہے جس پر مدتوں ماتم کیا جاتا رہے گا- صحرائے علم کے مجنوں کا' مسلک سلف کے بے باک ترجمان اور پاسبان کا' نقد و نظر کے بادشاہ کا' حدیث و تفسیر کے امام کا' ایک مفکر و متکلم اسلام کا- پیکر تقویٰ و عمل کا' حسن اخلاق و کردار کے مرقع جمیل کا اور ایک عظیم مبلغ و داعی کبیر کا ـ

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

غفر اللہ لہ وارحمہ رحمة واسعة

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ
مدیر: شعبہ تحقیق و تصنیف دارالسلام' لاہور

عقیدۂ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین اما بعد،

عقیدہ توحید پر امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تصنیف "کتاب التوحید" کی جامع شرح "فتح المجید" جو آپ کے پوتے شیخ عبد الرحمٰن بن حسن نے لکھی تھی مولانا عطاء اللہ ثاقب رئیس ادارہ "انصار السنۃ المحمدیہ لاہور" نے اس کا اردو ترجمہ بنام "ہدایۃ المستفید" کیا اور حرم شریف میں بیٹھ کر علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کو پورا ترجمہ سنایا اور تصحیح کروائی ان کی فرمائش پر شاہ صاحب مرحوم نے اس پر ایک مفصل، مدلل اور جامع مقدمہ تحریر فرمایا۔ اسی مقدمہ کی وجہ سے "هداية المستفيد" کی افادیت اور مقبولیت دوبالا ہو گئی اور خادم حرمین شریفین شاہ فیصل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی خرچہ پر یہ کتاب دو جلدوں میں چھپ کر لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم ہو چکی ہے۔

یہ مقدمہ گویا کہ ایک تاریخ ہے۔ جس میں شاہ صاحب مرحوم نے پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے نامور علماء و محدثین کی عقیدۂ توحید کے مختلف پہلوؤں پر لکھی گئی تصنیفات کا مختصر تذکرہ اور جائزہ پیش کیا ہے، اس لئے اسکی اہمیت وافادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے کسی ہندوستانی تلمیذ رشید نے اس مقدمہ کا عربی میں ترجمہ کیا ہے جو الجامعۃ السلفیۃ بنارس الہند کے ماہنامہ عربی رسالہ "مجلۃ الجامعۃ السلفیۃ" میں ماہ مئی ۱۹۹۲ء سے دسمبر ۱۹۹۲ء تک مسلسل آٹھ قسطوں میں "اهمية التوحيد فى الاسلام" کے عنوان سے چھپ چکا ہے۔

ہمارے مخلص دوست محترم مولانا عبدالرحمٰن میمن صاحب نے مکتبہ الدعوۃ

السلفیۃ مُیاری کی طرف سے اپنی بساط کے مطابق ہمارے مربی و محبوب رہنما علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے ہدایۃ المستفید کے مقدمہ کو الگ کتابی صورت میں "عقیدۂ توحید اور علماء سلف کی خدمات" کے عنوان سے اشاعت اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

دعوت توحید کے سلسلے میں شاہ صاحب کی تحریری کاوشوں کا مختصر تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مرحوم شاہ صاحب نے عربی، اردو، سندھی میں ۱۶۰ کے قریب کتابیں تصنیف فرمائی ہیں' جن میں آپ کی شاہکار سندھی تصنیف قرآن کریم کی تفسیر "بدیع التفاسیر" ہے۔ آپ کی سب سے بڑی تمنا اس تفسیر کی تکمیل تھی لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور آپ تیرہ پاروں کی تفسیر مکمل کر سکے تھے۔ سندھی کے ساتھ آپ نے عرب دوستوں اور شاگردوں کے اصرار پر اسکا عربی ترجمہ کیا تھا اور ۴۳۳ صفحات پر مشتمل "مقدمہ التفسیر" کا عربی ترجمہ مکمل کر لیا تھا اور تفسیر کی جلد اول "احسن الخطاب فی تفسیر ام الکتاب" کے دو تہائی حصہ کا ترجمہ کر سکے تھے اردو داں طبقہ کے شدید اصرار پر تفسیر کا اردو ترجمہ بھی شروع ہو چکا ہے -دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا مرد مجاہد پیدا کرے جو بقیہ تفسیر کو اسی نہج اور طرز پر مکمل کرے اور عربی و اردو ترجمہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچے آمین۔ وماذالك على الله بعزيز-

(۱) بدیع التفاسیر

یہ تفسیر عقیدہ توحید کے ہر پہلو اور ہر گوشہ پر مفصل مواد اور تحقیق کا بیش بہا خزانہ ہے۔

(۲) علاوہ ازیں آپ نے قرآن مجید کی ایک اور عربی تفسیر بنام "تفسیر القرآن الکریم المسمی بالاستنباط العجیب فی اثبات التوحید من جمیع آیات الکتاب النجیب" شروع کی تھی جو ابتداء سے سورۃ اعراف کے رکوع ۲۲ کی آیت

وکذالك نفصل الآیات ولعلهم یرجعون تک لکھی ہوئی ہے۔ یہ قرآن مجید کی انتہائی مختصر تفسیر ہے اس کی ہر آیت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کو ثابت کیا گیا ہے، قارئین کی دلچسپی کیلئے اسکی بعض عبارات پیش کی جاتی ہیں:

" الحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریك فی الملك ولم یکن له ولی من الذل و کبره تکبیرا"

"واتخذوا من دونه الهة لا یخلقون شیئاً وهم یخلقون ولا یملکون لانفسهم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیٰوۃ ولا نشورا" ونزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا" لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولوکان بعضهم لبعض ظهیرا" ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم ویبشر الذین یعملون الصالحات أن لهم اجرا کبیرا" الذین لا یدعون مع الله الها آخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلك یلق اثاما " یضاعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا" الذین قالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئا ادّا" تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا" واذا قیل لهم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تأمرنا وزادهم نفورا" مالهم به من علم ولا لاٰبائهم کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا " فمن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبا " وانه لکتاب عزیز لایأتیه الباطل من بین یدیه ولامن خلفه تنزیل من حکیم حمید۔ وکتاب احکمت ایاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر " الاتعبدوا الاالله اننی لکم منه نذیر وبشیر"

ومن معجزاته انه لیست فیه آیة الا وهی تدل علی ثبوت التوحید فالهمنی الله الودود ذوالعرش المجید، ان اکتب تفسیراً حافلاً، یشفی الغلیل شفاء کاملا، فشرعت فیه وعلیه توکلت وعلیه فلیتوکل

المؤمنون۔ لعلهم يرشدون۔ وسميته "بالإستنباط العجيب فى اثبات التوحيد من جميع آيات الكتاب النجيب"، والله تعالى أسأل ان ينفع به الاولاد والإخوان والاحباب والاخلان وان يجعله خالصاً لوجه الكريم انه تعالى جواد بررؤف الرحيم۔

نیز تفسیر کا قطعہ ملاحظہ ہو:

" بسم الله الذى له الأسماء الحسنىٰ الرحمٰن الرحيم ومن رحمه أنه علمنا التوحيد لقوله تعالى ولو لا فضل الله عليكم ورحمته مازكى منكم من أحد آلم انا الله اعلم كما مر الله لا اله الا هو الحى القيوم قيوم الخلائق وهو الذى نزل عليك ايها الرسول الداعى عباد الله الى توحيده الكتاب الذى احكمت آياته ثم فصلت من لدن حكيم خبير الاتعبدوا الا الله با لحق لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه فلا يقاس عليه كلام المخلوق لقوله تعالى قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون اومعناه مع الأحكام الحقة واعلاها التوحيد لقوله تعالى ذلك بأن الله هو الحق وان ما يدعون من دونه هو الباطل وقوله له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لايستجيبونه بشئى الا كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وماهو ببالغه ومادعاء الكافرين الا فى ضلال حال كون ذلك مصدقاً لما بين يديه من الكتب السابقة وأنزل التوراة والانجيل وهما من الكتب السابقة نزلا لتعليم الناس وتوحيد ربهم لقوله تعالى من قبل هدى للناس يهديانهم طريق التوحيد لقوله تعالى ومن اضل ممن يدعو من دون الله وانزل الفرقان الفارق بين التوحيد والشرك كما مر إن الذين كفرو بآيات الله الدالة على وحدانيته لهم عذاب شديد والله عزيز ذوانتقام فينتقم ممن اشرك معه لقوله تعالى انا من المجرمين منتقمون مع قوله تعالى انا كذالك نفعل بالمجرمين انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون وهؤلآء اهل الشرك يظنون الله لا يطلع على احوالهم ولكن ان الله لا يخفى عليه شيء فى الارض ولا فى

عقیدۂ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

السماء۔

(۳) کتاب التوحید (عربی)

عقیدہ توحید اور اس کے مسائل پر یہ مختصر کتاب ہے۔

(٤) آپ نے امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ کی "کتاب التوحید صغیر" کی تخریج وشرح لکھی ہے۔

(٥) شهادة الاحناف فی مسئلة علم الغیب علی سبیل الانصاف (عربی)

اس میں آپ نے علماء احناف کی عبارات سے ثابت کیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ تعالی کی ذات کیلئے ہے۔ نبی ﷺ کو علم غیب نہیں تھا اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

(٦) وصول الالهام لاصول الاسلام (عربی)

اسلام کے بنیادی اصولوں پر لکھی گئی یہ کتاب غیر منقوط ہے جو عربی زبان و ادب پر آپ کے عبور اور مہارت تامہ کی بیّن دلیل ہے۔

مصر کے مشہور محقق عالم ڈاکٹر محمود محمد عبد اللہ مصری نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے "اللغة العربية فی باکستان " کے عنوان سے پی،ایچ،ڈی، کیلئے مقالہ تحریر کیا ہے' جسے وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد نے شائع کیا ہے اس کے ص ۴۳۶ پر لکھتے ہیں:

وصول الالهام لاصول الاسلام الفه ابو محمد بديع الدين شاه هذا الكتاب على طريقة سواطع الالهام للفيضى الاانه يختلف عنه من حيث المضمون والمادة فسواطع الالهام كما ذكرنا عبارة عن تفسير القرآن الكريم اما وصول الالهام فهو يتعلق بالعقيدة كما يظهر من عنوان الكتاب وصول الالهام لاصول الاسلام ولذالك نرى انه بدأ الكتاب باساس الاسلام واصول الخمسة ثم اوردعدة اصول واحكام تتعلق بالدين الاسلامى الحنيف قد حث الرسول ﷺ على اتباعها والعمل بها

ونريد ان نوجه عناية القارى الكريم ان المؤلف استخدم الحروف المهملة فى تاليف هذا الكتاب (الصنعة المهملة) بدأه بمقدمة صدرها بقصيدة شعريةمن نفس الصغة وسوف نقتطف بعض النماذج من هذا العمل حتى يقف القارى على ما وصلت اليه العقلية الهندية الباكستانية التى شغفت بكل نادر وفريد۔

نمونہ ملاحظہ ہو:

"اسم اللّٰہ العلام اول کل مرام وکلام محامد المحمود لاحد لها ولا عد و محاكم كلامه لاردلها ولا سد هو الواحد الاوحد الأحد الملك السلام الحكم العدل الصمد مالك الملك له الطول والحول وحارس الحرس له الدول والأول امسك السماء وركد الرمكاء، وامطر المسل ورعرع الدوح والحمل وكور الساطع والسواد ودور اللوامع ووطد الأوطاد وصور الأسود والأحمر والأدلس والاسحم والأسمر والهم ام الكلام وعلم اصول الاسلام"

ڈاکٹر محمود مصری وصول الالہام کی عبارت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

" ونكتفى بعرض النماذج من الكتاب الذى لايجد فيه القارى سوى اعمال الصنعة الأدبية والمهارة اللغوية حيث استعمل المؤلف الحروف المهملة وحافظ على ذلك النسق الى نهاية الكتاب بمهارة واعجاب"

(۷) توحید ربانی یعنی سچی مسلمانی (سندھی)

یہ کتاب سندھی زبان میں مسئلہ توحید پر چار حصوں اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

(۸) توحید خالص (اردو)

عقیدہ توحید پر ۶۲۴ صفحات پر مشتمل آپ کی مایہ ناز تصنیف ہے جو آپ نے محمد یاسین قمر ملتان والے کے دو سوالوں کے جواب میں لکھی ہے۔ اس لئے

کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں ۴۴ے قرآنی آیات سے ۲۸ طریقوں سے اور ۱۵۰ احادیث سے ۲۰ طریقوں سے استدلال کر کے ثابت کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور بائن عن الخلق ہے اس کے ساتھ وحدۃالوجود کے قائلین کے دلائل کا بھی تفصیل کے ساتھ رد کیا ہے۔

دوسرے حصے میں دعا کا صحیح تصور' اسکا صحیح طریقہ غیر اللہ کو پکارنے کی سخت ممانعت اور مروجہ وسیلہ کی تردید بڑی تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے۔

(۹) قادیانی وجھنڈائی خاندان "بینھما برزخ لایبغیان" (سندھی)

قادیانیوں نے "فیصلہ آسمانی" کے نام سے ایک پمفلٹ لکھ کر سندھ میں یہ بات پھیلائی تھی کہ علامہ سید رشید الدین شاہ راشدی (شاہ صاحب کے پردادا) کو کشف والہام کے ذریعے مرزا غلام احمد کی سچائی کا علم ہوا تھا ان ہی ایام میں اس بہتان وافتراء کی تردید میں شاہ صاحب کے والد علامہ سید احسان اللہ شاہ راشدی نے مولانا دین محمد وفائی کے رسالہ ماہنامہ "توحید" کے شمارہ ماہ جنوری ۱۹۳۵ء میں مضمون لکھا تھا اسکے بعد علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "القواطع الرحمانیۃ لافتراء الفرقۃ القادیانیۃ" لکھ کر شائع کرایا، نیز شاہ صاحب نے بھی اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اس رسالہ میں تفصیل کے ساتھ مرزائیوں کے اس افتراء کا پردہ چاک کر دیا۔

الغرض آپ نے سرزمین سندھ سے شرک وبدعت اور پیری مریدی وغیرہ کو جڑ سے اکھاڑنے کے سلسلہ میں زبان وقلم سے جہاد کر کے توحید کا علم بلند کیا، برصغیر کے علاوہ عرب ممالک اور یورپ وامریکا تک آپ کے ہزاروں شاگرد اس سلسلہ کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

ماضی قریب میں آپ کی ہم عصر جو نامور ہستیاں ہم سے جدا ہو چکی ہیں ان میں عظیم محدث وداعی شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز، محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین

الالبانی، رئیس المحققین علامہ سید محبّ اللہ شاہ راشدی، علامہ شیخ تقی الدین ہلالی، مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف، مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید، شیخ عبد القادر بن حبیب اللہ سندھی، شیخ عمر فلاتہ، مولانا حافظ محمد عمر جونیجو ڈیپلائی، مترجم مشکوٰۃ قابل ذکر ہیں۔

ہر ایک شخصیت علم و عمل، تحریر و تقریر اور دعوت توحید کی اشاعت و ترویج کے میدان میں شہسوار کا درجہ رکھتی ہے، اللہ تبارک وتعالی ان کی خدمات قبول فرمائے ان کے درجات بلند کرے، اور اس قحط الرجال کے دور میں ان کے سچے خلف پیدا کرے تاکہ یہ سلسلہ ہمیشہ قائم ودائم رہے آمین۔

والسلام

عبدالعزیز نہڑیو

(کاتب ' سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ)

انچارج' مکتبہ راشدیہ' آزاد پیر' جھنڈو نیو سعید آباد' سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اما بعد!

توحید باری تعالیٰ ہی ایسا مسئلہ ہے جسے سمجھانے کے لئے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت ہوئی جیسا کہ فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (النحل ١٦/ ٣٦)

"ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کردیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔"

اس دعوت کو عام کرنے کے لئے کتب اور صحیفے نازل ہوئے اور سب سے آخری رسول محمد رسول اللہ ﷺ پر آخری کتاب قرآن مجید نازل ہوا جس کا مقصد وحید بھی یہی تھا کہ دعوت توحید کو پھیلایا اور عام کیا جائے۔

ارشاد ہے:

﴿ هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾ ﴾ (ابراھیم ١٤/ ٥٢)

"یہ پیغام ہے سب انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا ہے اس لئے کہ ان کو اس کے ذریعہ سے خبردار کردیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے اور جو عقل رکھتے ہیں وہ ہوش میں آجائیں۔"

بلکہ قرآن کریم کی ہر آیت سے صراحۃً یا کنایۃً توحید ہی کا اثبات ہوتا

ہے۔ یہی بات ہم سے قبل شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "کلمہ طیبہ" میں کہی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿ كِتَٰبٌ أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ﴿١﴾ أَلَّا تَعْبُدُوٓا۟ إِلَّا ٱللَّهَ ۚ إِنَّنِى لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ﴿٢﴾ ﴾ (ھود۱۱/ ۱-۲)

یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں، ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے کہ تم نہ بندگی کرو مگر صرف اللہ کی میں اس کی طرف سے خبردار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی جو بڑی بڑی تکلیفوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا اس کا سبب بھی دعوت توحید تھی۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ كَذَٰلِكَ مَآ أَتَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا۟ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ ﴾ (الذاریات۵۱/ ۵۲)

"یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔"

﴿ إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ ﴿٩٥﴾ ٱلَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ ﴾ (الحجر۱۵/ ۹۵-۹۶)

تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی خدا قرار دیتے ہیں۔ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔

﴿ وَمَا نَقَمُوا۟ مِنْهُمْ إِلَّآ أَن يُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْحَمِيدِ ﴿٨﴾ ﴾

(البروج۸۵/ ۸)

اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس

خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

﴿ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُواْ مِن دِيَٰرِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّآ أَن يَقُولُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ﴾ (الحج ۲۲/ ٤٠)

"یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔"

﴿ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ ءَالِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَٰنَهُۥٓ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّىَ ٱللَّهُ وَقَدْ جَآءَكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ مِن رَّبِّكُمْ ﴾

(المؤمن ٤٨/ ٢٨)

"اس موقع پر آل فرعون میں سے ایک مؤمن شخص جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا بول اٹھا، کیا تم ایک شخص کو صرف اس بنا پر قتل کروگے کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف بینات لے آیا۔"

یہی سلوک رسول اکرم ﷺ کے ساتھ روا رکھا گیا، ارشاد خداوندی ہے:

﴿ وَقَالَ ٱلْكَٰفِرُونَ هَٰذَا سَٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝٤ أَجَعَلَ ٱلْءَالِهَةَ إِلَٰهًا وَٰحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ۝٥ وَٱنطَلَقَ ٱلْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ ٱمْشُواْ وَٱصْبِرُواْ عَلَىٰٓ ءَالِهَتِكُمْ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ يُرَادُ ۝٦ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِى ٱلْمِلَّةِ ٱلْءَاخِرَةِ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا ٱخْتِلَٰقٌ ۝٧ ﴾ (ص ۳۸/ ٤-٧)

"منکرین کہنے لگے کہ یہ ساحر ہے، سخت جھوٹا ہے کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے سرداران قوم یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور ڈٹے رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر، یہ بات تو کسی اور غرض سے کہی جا رہی ہے یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملت میں کسی سے نہیں سنی یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک من گھڑت بات۔"

رسول اللہ ﷺ کو مخالفین کی طرف سے کئی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جیسے اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَتُبْلَوُنَّ فِيٓ أَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ ٱلَّذِينَ أَشْرَكُوٓا۟ أَذًى كَثِيرًا ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۸۶)

"مسلمانو! تمہیں مال اور جان دونوں کی آزمائشیں آکر رہیں گی اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔"

متعدد مقامات پر لڑائیاں ہوئیں، کم وبیش نو برس کے عرصہ میں چوبیں لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے، بدر، احد حنین، اور تبوک وغیرہ معرکے توحید الٰہی کے قیام کے لئے ہوئے۔

ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَقَٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ ﴾ (الأنفال ۸/ ۳۹)

"ایمان والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے، اور دین پورا اللہ کے لئے ہو جائے۔"

مکی دور میں مشرکین کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو کئی قسم کی اذیتیں برداشت کرنا پڑیں، مثلاً بدزبانی، استہزاء، مار پیٹ اور ترک موالات، پھر شعب ابی طالب میں قید کے دن گزارنا، آخر مجبور ہو کر ہجرت کرنا پڑی اور مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا:

((وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ وَلَوْ لَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ)) (ترمذی كتاب المناقب۔ باب فی فضل مكة، ابن ماجه كتاب المناسك باب فی فضل مكة)

"بخدا تو اللہ کی بہترین سرزمین ہے اور اللہ کی ہر سو پھیلی ہوئی تمام زمین میں سے اس کی محبوب ترین زمین ہے اگر مجھے تجھ سے نکال نہ دیا جاتا تو میں بالکل نہ نکلتا۔"

ان سب تکلیفوں کی محرک اول دعوتِ توحید تھی اور جب کہیں آپ ﷺ نے کوئی مبلغ بھیجا تو اس کو بھی اسی مسئلہ کی طرف دعوت دینے کے لئے حکم فرمایا، چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت ارشاد فرماتے ہیں:

((اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلٰى اَنْ يُّوَحِّدُوْا اللّٰهَ تعالىٰ)) (بخاری) كتاب التوحيد- باب ماجاء دعاء النبى ﷺ امته إلى التوحيد الله تبارك و تعالى-

"تم ان کو سب سے پہلی دعوت یہ دو کہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں۔"

کیونکہ تمام اعمال کے قبول ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ ﴾ (الزمر۳۹/ ۶۵)

"تمہاری طرف اور تم سے پہلے گذرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔"

بلکہ توحید ہی سے عمل صالح کی طرف رغبت ہوتی ہے، کیونکہ ایک اللہ پر ایمان رکھنے سے دوسروں کا خوف دل سے نکل جاتا ہے اور جن سے امیدیں وابستہ تھیں وہ ختم ہو جاتی ہیں، پھر یہ دو جہیں رجاء، خوف، عمل صالح کے لئے دل میں رغبت اور میلان پیدا کرتی ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر نہیں جانتے جس طرح کہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے رسول مقبول ﷺ کی زبانی اپنی شان بیان فرمائی ہے، وہ دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر میں کوئی فرق اور امتیاز نہیں کر سکتے ہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو مددگار یا مشکل کشا جاننے والے، یا ان کے توسل سے نجات یا حاجت روائی یا امراض سے شفا حاصل کرنے کا عقیدہ رکھنے والے اللہ تعالیٰ سے بالکل بے خوف ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے بناوٹی معبودوں یا وسیلوں کا خیال رہتا ہے وہ ان ہی کی بددعا سے ڈرتے اور ان کی سفارش کے امیدوار رہتے ہیں۔ اسی طرح ان کے لئے گناہوں اور

برائیوں کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور ان کے پاؤں راہ حق سے پھسلتے رہتے ہیں۔ توحید ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی بدولت ایک مومن نیکی، عمل صالح، اخلاق حسنہ، ایمان داری اور راست بازی پر قائم رہ سکتا ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا﴾ (البقرۃ ۲/ ۲۵۶)

”اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔“

﴿وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾ (لقمان ۳۱/ ۲۲)

”جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے اور عملاً وہ نیک ہو اس نے فی الواقع ایک بھروسے کے قابل سہارا تھام لیا۔“

بلکہ اسی توحید سے انسانیت کا نظام برقرار رہ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝٤٠﴾ (یوسف ۱۲/ ۴۰)

”اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو، یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

اور اسی سے امت کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم رہتا ہے۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ﴾ (الشوریٰ ۴۲/ ۱۳)

"اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔ یہی بات ان مشرکین کو سخت ناگوار ہوئی ہے۔"

توحید ہی کی بدولت آپس میں بگڑے ہوئے دل ملیں گے، بغض، حسد اور کینہ سے صاف ہوں گے۔

جیسا کہ فرمایا:

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرَٰهِيمَ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذْ قَالُوا۟ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا۟ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةُ وَٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥٓ ﴾

(الممتحنة ٦٠/ ٤)

"تم لوگوں کے لئے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا، ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے، جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔"

توحید کی طرف دعوت دینا رسول اللہ ﷺ کے متبعین کا شیوہ ہے۔ جو کہ دعوت و تبلیغ میں ان کے سچے جانشین ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ هَٰذِهِۦ سَبِيلِيٓ أَدْعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِى ۖ وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾ ﴾ (یوسف ١٢/ ١٠٨)

"آپ ان سے صاف کہہ دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف

بلاتا ہوں۔ میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں، اور میرے ساتھی بھی اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔"

توحید کی حقانیت جب لوگوں کے دلوں میں بیٹھنے لگی تو ہر آنے والی مصیبت ان کے لئے سہل ہونے لگی۔ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا گرم پتھروں اور کوئلوں پر احد احد پکارنا، خبیب جہنی رضی اللہ عنہ کا شہادت سے قبل دو رکعت پڑھنے کی اجازت طلب کرنا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بوقت وفات شہادت کی حسرت میں رونا، حالانکہ ان کے جسم کا ہر حصہ اللہ کی راہ میں دشمن کے وار کا نشانہ بن چکا تھا، اسی طرح غزوہ تبوک میں مالی و معاشی مشکلات پر صبر واستقامت سے رہنا نیز صحابیات کا اپنے بیٹوں کی شہادت پر صبر کرنا بلکہ خوش ہونا اور اس قسم کے بے شمار واقعات جو تاریخ اسلام کے شاہ کار ہیں۔ سب اس حقیقت پر دلالت کناں ہیں کہ وہ توحید کو دل کی گہرائیوں سے جان چکے تھے، اور اس کی عاقبت محمودہ پر ایمان رکھتے تھے، یہی وہ حلاوۃ الایمان ہے جس کا ذکر صحیحین کی روایت میں موجود ہے کہ وہی شخص ایمان کی نعمت پاسکتا ہے جو تین صفات کا حامل ہو ان میں سے ایک صفت یہ ہے:

((وَ اَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِیْ الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِیْ النَّارِ۔)) (مسلم- کتاب الایمان باب بیان خصال الخ)

"جب اللہ نے اس کو کفر کی حالت سے نکال دیا تو وہ اس میں دوبارہ جانے کو اسی طرح برا سمجھے جس طرح کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔"

پہلی صدی ہجری

زمانہ نبوت کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی یہی حال رہا کہ توحید کو زبان قلم اور تلوار سے دور دور تک پھیلایا، مشرکین کی کئی ریاستیں فتح کیں اور وہاں

اسلام کا جھنڈا گاڑ کر توحید الٰہی کو چمکایا۔ اس وقت سے لے کر آج تک علمائے حق کا یہی طریقہ رہا ہے۔

((لَايَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ، مَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَامَنْ خَالَفَهُمْ، حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذَالِكَ)) (مشکوۃ بحوالہ صحیحین) بخاری کتاب المناقب، باب سوال المشرکین الخ۔رقم الحدیث ٣٦٤١۔ جلد ٤:-١١٢١ (بیروت)

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا جو انہیں ذلیل کرتے ہیں اور ان کی مخالفت کے درپے ہیں وہ انہیں تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے فیصلہ کن وقت آجائے اور وہ اس پر قائم ہوں گے۔"

جہاں کہیں توحید کے دشمنوں نے سر اٹھایا تو اہل توحید نے سینہ سپر ہو کر ان کا مقابلہ کیا توحید کے ایک ایک جز کی نگہداشت اور حفاظت کی۔

دوسری صدی ہجری

فتنہ خلق قرآن توحید پر ایک زبردست وار تھا، اس وقت اس مسئلہ کو ایسا مشکل بنا کر پیش کیا گیا کہ کم علم والے اس کو سمجھ نہ سکے، ان کا خلاصہ استدلال یہ تھا:

﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ﴾ (الزمر ٣٩/ ٦٢)

"اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔"

قرآن کی اس آیت کے بعد وہ یہ کہتے ہیں

اَلْقُرْآنُ شَيْءٌ مِنَ الْاَشْيَاءِ

"قرآن باقی اشیاء میں سے ایک شئ ہے۔"

پس ثابت ہوا کہ قرآن بھی مخلوق ہے (معاذاللہ)

اس استدلال میں ایسی گہری تلبیس ہے جس کو معلوم کرنا ہر شخص کا کام نہیں اور کئی کم فہم لوگ اس کا شکار ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے مزعومہ دلائل کو فلسفہ یونان کا رنگ چڑھا کر مزید الجھا دیا۔ کہنے لگے کلام، اللہ کی صفت ہے اور صفت قائم بالموصوف ہوتی ہے۔ لہذا یہ صفت اللہ سے کیسے الگ ہو سکتی ہے اور جس کا نزول ہوا ہے، وہ تو حروف ہیں جو مٹ کر معدوم ہو سکتے ہیں۔

(وما ثبت قدمه استحال عدمه)

"جس کا قدیم ہونا ثابت ہے، اس کا معدوم ہونا محال ہے۔"

ان کی یہی بحث آج تک چلی آ رہی ہے۔

کچھ دن ہوئے ایک مولوی صاحب نے جن کا تعلق اہل الرائے سے تھا۔ میرے ساتھ بحث کرتے ہوئے یہی دلیل پیش کی۔

علامہ ابن عابدین الشامی المتوفی ۱۲۵۲ھ الرد المختار حاشیہ الدر المختار جلد ۳ صفحہ ۲۲ طبع دوم میں لکھتے ہیں:

ان غير المخلوق هو القرآن يعنى كلام الله الصفة النفسية القائمة به تعالىٰ لابمعنى الحروف المنزلة ۔

یقیناً قرآن ہی غیر مخلوق ہے یعنی وہ اللہ کا کلام ہے۔ اس کے ساتھ استوار ہے معنی حروف میں نہ معنی منزلہ میں۔

قرون اولیٰ جو کہ مشہود لہم بالخیر ہے کے لوگوں کا عقیدہ تھا جو امام سفیان ابن عیینہ المتوفی ۱۹۸ھ سے تواتر کے ساتھ مروی ہے:

((عَنْ عَمْرُو بْن دِيْنَارٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ مُنْذُ سَبْعِيْنَ سَنَةً اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَنْ دُوْنَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: اللّٰهُ خَالِقٌ وَمَا سِوَاهُ مَخْلُوْقٌ اِلاَّ الْقُرْآنُ فَاِنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ مِنْهُ خَرَجَ وَاِلَيْهِ يَعُوْدُ)) (ذكره الذهبى فى كتاب العلو للعلى الغفار: ١١٥ طبع ثانيه)

"عمرو بن دینار سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ستر سال سے لوگوں

کو پایا، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور ان کے علاوہ بھی یہی کہتے تھے، اللہ خالق ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ مخلوق ہے۔ مگر قرآن مخلوق نہیں، وہ اللہ کا کلام ہے جو اسی سے نکلا ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔"

پس جس طرح اللہ کی ذات بے مثل ہے اور ہم اس پر بلا تکییف و تمثیل ایمان رکھتے ہیں اسی طرح اس کی صفات سب بے مثل ہیں اور ان پر بھی بغیر کسی بحث عن الکیفیت والشبہۃ کے ایمان رکھتے ہیں ، اسی طرح قراءت اور مقروء ، تلاوت اور متلو میں فرق کرتے ہیں کہ

(اَلْفِعْلُ فِعْلُ الْقَارِئْ وَالْكَلَامَ كَلَامُ الْبَارِئْ)

"فعل ' قاری کا فعل ہے اور کلام، اللہ کا کلام ہے۔"

اس فتنے کو روکنے لئے ائمہ دین میدان میں آئے چنانچہ عبد العزیز الکنانی رحمہ اللہ مع اپنے فرزند ارجمند کے سر پر کفن باندھ کر خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں بشر مریسی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مناظرہ کے لئے بغداد جاتے ہیں اور مناظرہ شروع ہوتا ہے۔ بالآخر بشر مریسی تنگ آکر کہتا ہے کہ عبد العزیز بار بار نصوص (آیات واحادیث) کو استدلال میں لاتا ہے اور مجھ سے بھی نص کا مطالبہ کرتا ہے اگر وہ قیاس ونظر کی رو سے بحث کرے تو ابھی وہ خلق قرآن کا قائل ہو جائے گا۔ بصورت دیگر میرا سر قلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو مامون الرشید پر کہ اس نے بشر کو خطاب کر کے کہا:

"تَقُوْلُ لِرَجُلٍ تُنَاظِرُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ دَعْهُمَا وَاخْرُجْ اِلَى النَّظْرِ وَالْقِيَاسِ هٰذَا مَا لَايَجُوْزُ۔" (حاشیہ کتاب الحیدہ۔ ۱۲۵)

"تم ایسے شخص سے جو کتاب وسنت کی روشنی میں مناظرہ کرتا ہے کہتے ہو کہ ان کو (کتاب وسنت کو) چھوڑ دو، اور نظر وقیاس کے نقطہ سے بات کرو، یہ بات صحیح نہیں ہے۔"

آخر مین عبد العزیز رحمۃ اللہ نے قیاس ونظر کی روشنی میں گفتگو کی پھر بھی

بموجب وعدہ الٰہی۔

﴿ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (ابراھیم ۱۴/ ۲۷)

"اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے۔"

مخالف کو زبردست شکست ہوئی۔ اسی طرح نعیم بن حماد رحمہ اللہ اور اس کے ساتھی قید خانے میں مار کھا کر جاں بحق ہوئے اور ظالموں نے غسل و کفن اور جنازہ کے بغیر ان کو گڑھے میں ڈال کر دفن کر دیا۔

امام اہل السنۃ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ کا جہاد اور قید و بند کی زندگی کو کیسے فراموش کیا جا سکتا ہے۔ کبھی کوڑے لگ رہے ہیں، اور کبھی طمع اور لالچ دلائی جاتی ہے امام موصوف کی زبان پر یہی مطالبہ جاری ہے

أَعْطُونِيْ شَيْئاً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَوْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حتىٰ أَقُوْلُ بِهِ ۔(مناقب احمد بن حنبل لابن جوزی: ۳۲۲)

"تم میرے سامنے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ سے کوئی چیز پیش کرو تاکہ میں بھی اسی کے مطابق جواب دوں۔"

اس اثنا میں کئی لوگ مارے گئے، جیل میں ٹھونسے گئے، ان کو سزائیں دی گئیں۔ لیکن:

﴿ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ أَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۴۶)

"اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ (باطل کے آگے) سرنگوں نہیں ہوئے' ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے۔"

اسی طرح دیگر صفات الٰہیہ کا انکار پھر تشبیہ اور تاویل، ان سب کا مقابلہ امت کے فحول ائمہ و علماء نے کیا پھر اصنام تصاویر، قبروں اور مزاروں کی پوجا پاٹ اور ان پر نذر و نیاز اور عرس و میلے، غیر اللہ (یعنی انبیاء صلحاء اور اولیاء) کو پکارنا، ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا ان کو دعا و مغفرت اور حاجت روائی کے لئے وسیلہ یا واسطہ بنانا، غرض

کئی قسم کے شرک تھے، جن کی اہل علم نے تردید کی اور ان کو مٹانے کی کوشش کی، اس میں جان و مال خرچ کئے، کتابیں تصنیف کیں۔

تیسری صدی ہجری

امام سید جعفر صادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین الشہید بن علی بن ابی طالب سے کتاب التوحید المسمیٰ بہ "الادلۃ علی الحکمۃ والتدبیر والرد علی القائلین بالاہمال و منکری العمل" مروی ہے۔

صحیح بخاری میں جو کہ قرآن کریم کے بعد سب سے اولین اور صحیح ترین کتاب ہے امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ نے کتاب کے آخر میں مستقل عنوان کتاب التوحید والرد علی الجہمیہ وغیرہم ذکر فرمایا ہے جس میں کئی مسائل توحید مختلف ابواب کے تحت بیان کئے ہیں جن میں سے چند ایک درج ہیں:

باب: ماجاء فی دعاء النبی ﷺ امتہ الی توحید اللہ تبارک وتعالیٰ

باب: قول اللہ تبارک وتعالیٰ قل ادعوا اللہ اودعوا الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ

باب: قول اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا وان اللہ عندہ علم الساعۃ.

باب: السوال باسماء اللہ تعالیٰ والاستعاذۃ بہا

باب: قول اللہ تعالیٰ کل شیء ھالک الا وجہہ

باب: وکان عرشہ علی الماء وھو رب العرش العظیم

باب: قول اللہ تعالیٰ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ

باب: قول اللہ تعالیٰ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا

باب: ماجاء فی تخلیق السمٰوٰت والارض وغیرھا من الخلائق ھوفعل الرب تبارک وتعالیٰ وامرہ فالرب بصفاتہ وفعلہ

وامره' وهو الخالق المكون غير مخلوق' وماكان بفعله وامره وتخليقه وتكوينه فهو مفعول مخلوق مكون.

باب: قول الله تعالیٰ قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا

باب: فی المشية والارادة.

باب: قول الله تعالیٰ ولاتنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له حتی اذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلی الكبير، ولم يقل ماذا خلق ربكم وقال جل ذكره من ذالذی يشفع عنده الا باذنه.

باب: قول الله تعالیٰ انزله بعلمه والملآئكة يشهدون

باب: قوله وكلم الله موسی تكليماً

باب: ذكر الله بالامر وذكر العباد بالدعاء والتضرع والرسالة والابلاغ

باب: قول الله تعالیٰ فلا تجعلوا لله انداداً

باب: قول الله تعالیٰ كل يوم هو فی شان

باب: قول الله تعالیٰ والله خلقكم وماتعملون انا كل شی خلقناه بقدر

باب: قول الله ونضع الموازين بالقسط' وغيرها من الابواب.

جن میں توحید کے اہم مسائل بیان کرنے کے ساتھ امام ہمام فرق باطلہ کی اجمالاً تردید کر گئے ہیں۔ اسی طرح امام موصوف نے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی جو "خلق افعال العباد" کے نام سے معروف ہے۔ اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

﴿ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ

اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ۔﴾ (الاعراف: ٥٤)

"ابو عبد اللہ یعنی موصوف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی رو سے قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے: "در حقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا، جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کئے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔"

فبیّن ان الخلائق والطلب والحثیث والمسخرات بامرہ ثم شرح فقال

اَلاَ لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔

پس اس سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جو چیزیں اس آیت میں مذکور ہیں اور وہ جس خدمت پر مامور ہیں وہ سب اللہ کے حکم سے ہیں پھر تشریح کی اور فرمایا:

﴿اَلاَ لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔﴾

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

باب: ما کان النبی ﷺ یستعیذ بکلمات اللّٰہ لا بکلام غیرہ وقال نعیم: لایستعاذ بالمخلوق ولا بکلام العباد الجن والإنس والملئکة وفی ھذا دلیل ان کلام اللّٰہ غیر مخلوق وان سواہ خلق ۔ آہ

'باب اس حقیقت کے بیان میں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے کلام سے پناہ مانگتے تھے، نہ کسی اور کے کلام سے نعیم کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نہ مخلوق سے پناہ طلب کرتے تھے، نہ جن اور انسان کے کلام سے' نہ فرشتوں سے یہ چیز اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا کلام مخلوق نہیں ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ مخلوق ہے۔"

اس طرح دوسرے ائمہ دین نے بھی اپنی اپنی تصنیفات میں توحید کو واضح فرمایا،

امام الائمۃ قدوۃ السنۃ داعی الی الحق، قامع البدعۃ، الصابر فی المھنۃ، ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المتوفی ۲۴۱ھ کی "کتاب السنۃ" اور "کتاب الرد علی الجہمیۃ" اکثر کتابوں کی ماخذ و منبع ہیں اور آپ ہی کی زبانی و قلمی محنت و جہاد سے عقیدہ اہل الحق اجاگر ہوا اور حق و باطل میں تمیز ہوئی۔

امام اہل الحدیث علی بن المدینی شیخ البخاری کا قول مشہور ہے

ان اللّٰہ عز و جل اعزَّ الدِّینَ بِرَجُلَینِ لَیسَ لَھَا ثَالِثٌ بِاَبِی بَکرِ نِ الصدیق یَومَ الرِّدَّۃِ وَاَحمَدَ بِن حَنبَل یَومَ المِھنَۃِ۔

"اللہ عزوجل نے دو آدمیوں سے دین کو عزت بخشی، اس میں کوئی تیسرا شامل نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جنگ یمامہ کے دن جو اہل ردہ سے لڑی گئی اور امام احمد حنبل رحمہ اللہ سے ان کے امتحان و آزمائش کے موقع پر جو خلق قرآن کے سلسلہ میں ہوا۔"

امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَولاَ اَحمَدُ بنُ حَنبَلٍ وَبَذَلَ نَفسَہٗ لِمَا بَذَلَھَا لہ لَذَھَبَ الاِسلاَمُ۔(مناقب احمد لابن جوزی صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۶)

"اگر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نہ ہوتے اور اپنے آپ کو میدان میں نہ لے آتے جس طرح کہ لے آئے تو اسلام رخصت ہو جاتا۔"

بلکہ امام موصوف کے ساتھ محبت و بغض ہی اہل السنۃ و اہل البدعۃ میں پہچان کا اصل پیمانہ ہے۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِذَا رَاَیتُمُ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَحمَدَ بنَ حَنبَل فَاعلَم اَنَّہٗ صَاحِبُ سُنَّۃٍ

ابو جعفر الفلاس رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اِذَا رَاَیتَ الرَّجُلَ یَقَعُ فِیْ اَحمَدَ بنَ حَنبَلٍ فَاعلَمُ اَنَّہٗ مُبتَدِعٌ ضَالٌّ (تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل : ۳۰۸)

"جب تو دیکھے کہ کوئی شخص امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ پر تنقید کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔"

آپ کے بعد متعدد علمائے دین نے کتابیں تالیف فرمائیں آپ کے صاجزادہ ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ المتوفی ۲۹۰ھ نے "کتاب السنۃ" لکھی جس میں اپنے والد بزرگوار کے علاوہ متقدمین ومتاخرین ائمہ کے اقوال جمع کئے ہیں اور آیات، احادیث، اور آثار سے توحید کے مسائل بیان کئے ہیں، مشرکین اور اہل بدعت کی خوب تردید فرمائی ہے۔ نیز آپ کی دوسری "کتاب الرد علی الجھمیہ" بھی ہے۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی شیخ البخاری المتوفی ۲۱۹ھ نے رسالہ اصول السنۃ لکھا۔

امام ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی المتوفی ۲۲۴ھ نے "کتاب الایمان ومعالمہ وسننہ واستکمالہ ودرجاتہ" مرتب کی جس کو احادیث و آثار کے علاوہ اپنے فاضلانہ کلام و تحقیق انیق سے مزین کیا۔

امام ابو بکر بن ابی شیبہ عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم العبسی الکوفی المتوفی ۲۳۵ھ نے "کتاب الایمان" لکھی جس میں احادیث و آثار مع اسانید کے مروی ہیں۔

امام ابو بکر بن الاثرم احمد بن محمد بن ہانی الطائی الاسکافی المتوفی ۲۶۰ھ نے کتاب "السنۃ" لکھی۔

امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی المتوفی ۲۷۵ھ نے "کتاب القدر" لکھی۔

امام ابن قتبہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی ۲۷۶ھ کی کتاب "تاویل مختلف الحدیث" قابل دید ہے ان کی ایک اور کتاب "الاختلاف فی اللفظ والرد علی الجھمیہ والمشبہ" بھی ہے۔

امام ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی الحنظلی المتوفی ۲۷۷ھ نے بھی اس پر کتاب لکھی۔

امام محمد بن نصر المروزی المتوفی ۲۹۴ھ نے "کتاب السنۃ" تصنیف فرمائی۔

امام عثمان بن سعید الدارمی المتوفی ۲۸۰ھ نے کتاب "الرد علی الجہمیہ" لکھی، مقدمہ میں صفات الٰہیہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَبِهٰذَا الرَّبُّ نُؤْمِنُ وَاِيَّاهُ نَعْبُدُ وَلَهٗ وَنُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ فَمَنْ قَصَدَ بِعِبَادَتِهٖ اِلٰى اِلٰهٍ بِخِلَافِ هٰذِهِ الصِّفَاتِ فَاِنَّمَا يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ وَلَيْسَ مَعْبُوْدُهٗ بِاِلٰهٍ كَفَرَانَهٗ لَا غَفَرَ انَهٗ ، آه

"پس یہی وہ پروردگار ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کے حضور سر بسجود ہو جاتے ہیں، جو شخص اس کے علاوہ کسی ایسی ہستی کی عبادت کرے، جو ان صفات سے محروم ہو تو وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اس کا معبود اللہ نہیں ہے اس کا انکاری ہے اور اس کے لئے استغفار نہیں ہے۔"

ان کی دوسری کتاب "الرد علی بشر المریسی" ہے یہ دونوں کتابیں ابواب وعناوین پر مشتمل ہیں۔

امام ابو بکر بن ابی عاصم احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی الاصبہانی المتوفی ۲۸۷ھ نے "کتاب السنۃ" کو ابواب وتراجم کی ترتیب سے جمع کی۔

امام ابو جعفر محمد بن عثمان بن محمد بن ابی شیبہ العبسی الکوفی المتوفی ۲۹۷ھ نے "کتاب العرش" لکھی۔

چوتھی صدی ہجری

امام المفسرین ابو جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ نے کتاب "السنۃ والرد علی الاہواء" تصنیف فرمائی۔

امام ابو بکر بن خزیمہ محمد بن اسحٰق السلمی النیسابوری المتوفی ۳۱۱ھ نے "کتاب التوحید" مشتمل بر ابواب جمع کی، اور ان میں آیات واحادیث کو جمع کیا اور اہل بدعت

کی تفصیل سے تردید کی، ایک ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں:

باب ذکر الدلیل علی ان النبی ﷺ انما اراد بالکبائر[1] فی هذا الموضع ما هو دون الشرک من الذنوب، الخ-

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

باب ذکر البیان ان النبی ﷺ یشفع للشاهد لله بالتوحید الموحد لله بلسانه اذا کان مخلصاً مصدقاً بذلك بقلبه لا لمن یکون شهادته بذلك منفردة عن تصدیق القلب۔ الخ

باب اس تذکرہ کے سلسلہ میں کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کی شفاعت فرمائیں گے جو اخلاص کے ساتھ اور دل کی تصدیق کے ساتھ اللہ کی توحید کی شہادت دیتا اور زبان سے اللہ کو ایک قرار دیتا ہے لیکن اس شخص کی شفاعت نہیں کریں گے جس کی شہادت تصدیق قلب سے خالی ہو۔

امام موصوف نے ایک اور چھوٹی سی کتاب تصنیف کی وہ بھی "کتاب التوحید" کے نام سے موسوم ہے اس کتاب کے بارے میں مقدمہ میں لکھتے ہیں:

لایدرك طالب السنة والجماعة هذا المذهب[2] الواحد حتی یتعلم هذا الکتاب ویحفظه حفظاً، الخ۔

سنت و جماعت کا طلبگار اس وقت تک اس واحد و منفرد مذہب کا پوری طرح ادراک نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کتاب کا علم حاصل نہ کرلے اور اس کو ذہنی و فکری طور پر اچھی طرح حفظ نہ کرلے۔ اس کتاب میں خاص خاص عنوان یہ ہیں:

باب: تفسیر التوحید	باب: تفسیر الدین
باب: تفسیر الایمان	باب: تفسیر الاسلام
باب: تفسیر السنۃ والجماعۃ	باب: تفسیر البدعۃ

---

[1] یعنی حدیث الشفاعۃ لاهل الکبائر

[2] یعنی فرقہ ناجیہ کا مذہب جو تہتر فرقوں سے الگ ہے۔

باب: تفسیر القدر
باب: تفسیر الارجاء
باب: تفسیر الاعتزال وصفة المعتزلة
باب: تفسیر الرفض وصفة الروافض
باب: تفسیر الجهم
باب: تفسیر الزندقة
باب: تفسیر المعرفة
باب: اصل التوكل
باب: اصل التوكل
باب: اصل الشك
باب: تفسیر العمل وصفة العاملین
باب: تفسیر الذکر
باب: اصل المعصیة
باب: تفسیر الکفر
باب: تفسیر النفاق
باب: اصل الفسق
باب: تفسیر التقویٰ
باب: تفسیر الریاء
باب: تفسیر الهواء

امام ابو بکر بن ابی داؤد عبد اللہ بن سلیمان السجستانی المتوفی ٣١٦ھ کی "کتاب البعث" معروف ہے۔ عقیدہ کے بارے میں ان کا ایک قصیدہ بھی اہل علم کے ہاں متداول ہے۔

امام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن ابی بشر الاشعری المتوفی ٣٢٤ھ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ منجملہ ان کی کتاب "الابانة فی اصول الدیانة" اور "مقالات الاسلامیین فی اختلاف المصلین" مشہور ہیں۔

امام ابو الحسن علی بن مہدی الکسروی الاصفہانی المتوفی ٣٣٠ھ نے "تاویل الاحادیث المشکلات الواردة فی الصفات" تصنیف کی۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی المتوفی ٣٦٠ھ نے "کتاب السنة" تصنیف کی۔

امام ابوالشیخ ابو محمد بن حیان عبد اللہ بن محمد بن جعفر الاصبہانی المتوفی ٣٦٩ھ نے "کتاب العظمة" و "کتاب السنة" وغیرہ لکھیں۔

امام ابو بکر الاسمٰعیلی احمد بن ابراہیم بن اسماعیل الجرجانی المتوفی ۳۷۰ھ نے "اعتقاد اہل السنۃ" لکھی۔

امام ابن مندہ ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق ابن محمد یحیٰ العبدی الاصبہانی المتوفی ۳۹۵ھ نے کتاب الایمان ابواب کے مطابق مرتب فرمائی۔ نیز ان کی تصنیفات "کتاب التوحید" اور "کتاب الصفات" مشہور و معروف ہیں۔

امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب الخطابی البستی المتوفی ۳۸۸ھ نے "کتاب الغنیۃ عن الکلام واھلہ" تصنیف فرمائی۔

امام ابو احمد العسال محمد بن احمد بن ابراہیم بن سلیمان الاصبہانی المتوفی ۳۴۹ھ نے کتاب "المعرفۃ فی السنۃ"، "کتاب الرؤیہ"، "کتاب الصفات" وغیرہ تصنیف کیں۔

امام الناقدین ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی المتوفی ۳۸۵ھ کی تصنیفات "کتاب الرویۃ" اور "کتاب الصفات" معروف ہیں۔

امام ابن شاہین ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان ابن احمد البغدادی المتوفی ۳۸۵ھ نے کتاب "السنۃ" تالیف کی۔

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ البغدادی الاجری المتوفی ۳۶۰ھ نے "کتاب الشریعۃ" ابواب پر مرتب کی۔

امام ابو الحسین محمد بن احمد بن عبد الرحمٰن الملطی المتوفی ۳۷۷ھ نے "کتاب التنبیہ والرد علی اہل الاہواء والبدع" لکھی۔

پانچویں صدی ہجری

امام ابن فورک ابو بکر محمد بن الحسن المتوفی ۴۰۶ھ نے ایک سو کے قریب کتابیں تحریر کیں۔ جن میں کئی توحید اور عقائد پر مشتمل ہیں۔

امام الباقلانی ابو بکر محمد بن طیب البصری المتوفی ۴۰۳ھ نے الابانۃ کے نام سے

کتاب لکھی۔

امام ابوالقاسم اللالکائی ہبۃ اللہ بن الحسن الطبری المتوفی ۴۱۸ھ نے "شرح اعتقاد اہل السنۃ" کے نام سے ایک ضخیم کتاب رقم کی۔ جس میں روایات اقوال واسانید کے ساتھ مروی ہیں۔

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ نے "کتاب الاعتقاد" تالیف فرمائی۔

امام ابوزکریا یحیٰی بن ابراہیم السلماسی الواعظ المتوفی ۴۲۲ھ نے بھی اس پر ایک رسالہ لکھا۔

امام ابو عمرو الطلمنکی احمد بن محمد بن عبداللہ الاندلسی المتوفی ۴۲۹ھ کی "کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول" مشہور ومعروف ہے۔

امام ابو نصر السجزی عبید اللہ بن سعید الوائلی المتوفی ۴۴۴ھ نے "کتاب الابانۃ" لکھی۔

امام ابو عمرو عثمان بن سعید الدانی المتوفی ۴۴۴ھ نے "کتاب الارجونۃ فی عقود الدیانۃ" تحریر کی۔

امام ابو عثمان الصابونی اسماعیل بن عبد الرحمٰن النیسابوری المتوفی ۴۴۹ھ کا رسالہ المعروف بہ "عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث" قابل قدر ہے۔ اس رسالے میں فرماتے ہیں:

> اصحاب الحدیث حفظ اللّٰہ احیائھم ورحم امواتھم یشھدون للّٰہ تعالی بالوحدانیۃ وللرسول ﷺ وبالرسالۃ والنبوۃ ویعرفون ربھم بصفاتہ التی نطق بھا وحیہ وتنزیلہ او شھد لہ بھا رسولہ ﷺ علی ما وردت الاخبار الصحاح بہ ونقلتہ العدول الثقات عنہ ویثبتون لہ جل جلالہ ما اثبت لنفسہ فی کتابہ وعلی لسان رسولہ ﷺ ولا یعتقدون تشبیھاً لصفاتہ بصفات خلقہ۔

”محدثین کرام جو زندہ ہیں اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور جو فوت ہو چکے ہیں ان پر رحم کرے وہ اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت ونبوت کی شہادت دیتے ہیں وہ اپنے رب کی ان صفات کا اقرار کرتے ہیں، جو وحی و تنزیل کا منطوق ہیں یا جن کی شہادت رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں دی۔ آپ سے عدول اور ثقات راویوں کے ذریعے مروی ہیں، وہ اس جل جلالہ کے لئے ان ہی صفات کا اقرار کرتے ہیں جو اس نے خود اپنے لئے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے بیان فرمائی ہیں، وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس کی صفات کو اس کی مخلوق کی صفات سے تشبیہ دیں۔“

امام ابو بکر البیہقی احمد بن الحسین بن علی الخسروجردی المتوفی ۴۵۸ھ کی:

(۱) کتاب الاسماء والصفات،

(۲) کتاب الاعتقاد علی مذهب السلف اهل السنة والجماعة

(۳) کتاب المعتقد

کی شہرہ آفاق تصانیف ہیں۔

امام ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید الاندلسی المتوفی ۴۵۶ھ کی معرکۃ الآراء کتاب ”کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل“ اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔

امام ابو یعلی محمد بن الحسین بن الفراء البغدادی المتوفی ۴۵۸ھ نے کتاب ”ابطال التاویل“ تالیف فرمائی۔

شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد الانصاری الہروی المتوفی ۴۸۱ھ نے ”کتاب ذم الکلام واھلہ“ اور ”کتاب الصفات“ تحریر کیں۔ اس صدی میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ائمہ گذرے ہیں جنہوں نے عقائد کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں۔ وما یعلم جنود ربك الا هو۔

چھٹی صدی ہجری

امام ابوالحسن محمد بن عبدالملک بن محمد بن عمر بن ابی طالب الکرجی المتوفی ۵۳۲ھ گزرے ہیں جنہوں نے عقائد کو ایک قصیدہ میں جمع کیا ہے جو دو سو بیت سے زیادہ ہے۔

امام سید ابو محمد عبدالقادر بن موسیٰ بن عبداللہ الجیلانی المتوفی ۵۶۱ھ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" مشہور و معروف ہے، آپ نے جابجا توحید و عقائد کے مسائل بیان کئے ہیں اور مشرکین و مبتدعین کے فاسد عقائد کا سختی سے رد کیا ہے۔

امام ابوالفرج جمال الدین ابن الجوزی عبدالرحمٰن ابن ابی الحسن علی بن محمد القرشی التیمی البکری، البغدادی المتوفی ۵۹۷ھ نے کئی کتابیں تصنیف کیں مثلاً "تلبیس ابلیس" دفع شبہۃ التشبیہ" وغیرہ۔

امام قوام السنۃ ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن فضل القرشی التیمی الطلحی الاصبہانی المتوفی ۵۳۵ھ نے "کتاب السنۃ" اور "سیرت السلف" تصنیف فرمائی۔

امام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد الطوسی الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی کتاب الجام العوام عن علم الکلام، شرح اسماء الحسنیٰ، الرد علی الباطنیۃ، الاقتصاد فی الاعتقاد وغیرہ قابل مطالعہ ہیں۔

امام محدث شام ابن عساکر ابو القاسم علی بن حسن ابن ہبۃ اللہ الدمشقی المتوفی ۵۷۱ھ نے کئی کتابیں لکھیں، مثلاً تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام ابی الحسن الاشعری، تبیان الوہم والتخلیط فی حدیث الاطیط، مجلس فی نفی التشبیہ، مجلس فی التنزیہہ، ذم الرافضۃ وغیرہ۔

قاضی ابوالحسن بن الفراء محمد بن ابی یعلیٰ محمد بن الحسین البغدادی المتوفی ۵۲۶ھ نے ایضاح الدلالۃ فی الرد علی الفرق الضالۃ المضلۃ اور الرد علی زائغی الاعتقادات فی منعہم من سماع الآیات لکھیں۔

عقیدۂ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

شیخ ابن الزاغوانی ابو الحسن علی بن عبید اللہ بن نصر بن السری المتوفی ۵۲۷ھ نے کتاب "الایضاح فی اصول الدین" لکھی۔

شیخ ابو الحسین الکرجی محمد بن عبد الملک بن محمد بن عمر الفقیہ المتوفی ۵۳۲ھ "فی اعتقاد الائمۃ الفحول" تصنیف کی۔

شرف الاسلام شیخ عبد الوہاب بن ابی الفرج عبد الواحد بن محمد الشیرازی الدمشقی المتوفی ۵۳۶ھ نے "کتاب البرہان فی اصول الدین" لکھی۔

شیخ ابو الخیر رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف الطالقانی المتوفی ۵۹۰ھ نے حلولیہ اور جہمیہ کے رد میں کتاب "التبیان فی مسائل القرآن" تصنیف فرمائی۔

علامہ شیخ ابو بکر محمد بن الولید بن محمد الطرطوسی المتوفی ۵۲۰ھ نے کتاب البدع والحوادث لکھی۔

ساتویں صدی ہجری

امام موفق الدین ابن قدامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد ابن محمد المقدسی الجماعیلی المتوفی ۶۲۰ھ نے کئی کتب تصنیف کیں۔ مثلاً:

① البرہان فی مسئلہ القرآن ② الاعتقاد

③ مسئلۃ العلو ④ ذم التاویل

⑤ کتاب القدر ⑥ تحریم النظر فی کتب اہل الکلام وغیرہ

امام الضیاء المقدسی ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد السعدی الصالحی المتوفی ۶۴۳ھ نے "کتاب الالہیات" لکھی۔

امام ابو شامہ المقدسی عبد الرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم المتوفی ۶۶۵ھ کی کتب "ضوء الساری الی معرفۃ رؤیۃ الباری" اور "الباعث علی انکار البدع والحوادث" معروف ہیں۔

امام فخر الدین الرازی ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن حسین القرشی الطبرستانی المتوفی

۶۰۶ھ کی کتابیں ''اقسام الذات''، ''الاربعین فی اصول الدین'' کتاب ''الملل والنحل''، ''کتاب المعالم فی اصول الدین'' قابل ذکر ہیں۔

شیخ کمال الدین ابو الحسن علی بن محمد بن محمد ابن وضاح البغدادی الفقیہ الزاہد المتوفی ۶۷۲ھ نے ''کتاب الدلیل الواضح فی اقتضاء نہج السلف الصالح'' اور ''کتاب الرد علی اہل الالحاد'' لکھی۔

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی الانصاری المفسر المتوفی ۶۷۱ھ نے شرح اسماء اللہ الحسنیٰ'' لکھی۔

شیخ نجم الدین ابو عبداللہ احمد بن حمدان بن شبیب بن حمدان النمیری الحرانی الفقیہ المتوفی ۶۹۵ھ نے ''مقدمہ فی اصول الدین'' لکھی۔

شیخ شرف الدین ابو احمد داؤد بن عبداللہ بن کوشار الجیلی البغدادی المتوفی ۶۹۰ھ نے ''تحریر الدلائل'' لکھی۔

آٹھویں صدی ہجری

ایک طرف جہاں اندھی تقلید کی وجہ سے علم کی کمی واقع ہوئی اور نصوص قرآن و حدیث سے لوگ دور چلے گئے تھے تو دوسری طرف فلسفہ یونان نے اپنا تسلط جمار کھا تھا اور قرآن وحدیث کے بجائے منطق، رائے اور قیاس کا دور دورہ تھا شہر بغداد جو علم کا مخزن اور گہوارہ تھا اور اس کا کوئی کوچہ محدث اور داعی الی اللہ سے خالی نہ تھا، اسی بناء پر یہ شہر ''مدینۃ السلام'' کے نام سے مشہور ہوا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے یونس بن عبدالاعلیٰ سے کہا: ''تو کبھی بغداد شہر میں داخل ہوا ہے؟'' اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا:

مارأیت الدنیا (تاریخ بغداد ج۱، ص۴۰)

''تو نے ابھی تک دنیا نہیں دیکھی۔''

وہاں حنفیہ وشافعیہ کے اختلافات اور جابجا مناظروں نے تاتاریوں کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرنے لئے دروازہ کھول دیا۔ اس پر آشوب اور کٹھن دور میں اللہ تعالیٰ

نے مرد مجاہد متقی صابر امام العلماء استاذ الاساتذۃ مجدد مفسر القرآن شیخ الاسلام مرجع الاعلام ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ الحرانی المتوفی ۷۲۸ھ کو پیدا کیا، آپ تمام صفات حسنہ سے متصف تھے حتی کہ شیخ تقی الدین سبکی جو ان کے سخت ترین مخالفین میں سے تھے یہ اعتراف کرتے ہیں:

جمع اللّٰہ له من الورع والزهادة والديانة ونصرة الحق والقيام فيه لا لغرض سواه وجريه على سنن السلف واخذه من ذلك بالماخذ الاوفى و غرابة مثله فى هذا الزمان بل من ازمان۔(القول الجلى فى ترجمة الشيخ تقى الدين بن تيمية الحنبلى للسيد صفى الدين الحنفى البخارى لعماد الدين ص:٤)

”اللہ نے ان میں ورع و تقویٰ، زہد، دیانت، نصرت حق اور اس پر قیام، پوری طرح جمع کر دیا تھا، اس کے علاوہ ان میں اور کوئی غرض نہ تھی اللہ نے ان کو طریق سلف پر گامزن فرمایا اور ان سے بہترین کام لیا، اس زمانے میں ان کو انفرادیت بخشی بلکہ کہنا چاہئے کہ تمام زمانوں میں انہیں منفرد کیا۔“

اسی طرح جمیع علوم دینیہ میں امام موصوف اپنی نظیر آپ تھے جس فن میں دیکھئے معلوم ہوگا شاید آپ کو اسکے علاوہ کسی دوسرے فن میں مہارت نہیں ہے حافظ ابن سید الناس رحمہ اللہ آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فالفقيه ممن ادرك من العلوم حظاً وكاد يستوعب السنن والآثار حفظاً ان تكلم فى التفسير فهو حامل رايته او افتى فى الفقه فهو مدرك غايته او ذاكر بالحديث فهو صاحب علمه وذو روايته ، او حاضر بالملل والنحل لم يراوسع من نحلته فى ذالك ولا ارفع من درايته برزفى كل فن على ابناء جنسه ولم ترعين من راه مثله ولا رأت عينه مثل نفسه ، كان يتكلم فى التفسير فيحضر مجلسه الجم الغفير ويردون من بحر علمه العذب النمير، ويرتعون من ربيع فضله

فی روضة وغدیر الی آخر ماقال (الکواکب الدریة فی مناقب الامام ابن تیمیه للشیخ مرعسی بن یوسف الکرمی ص:۵)

" دیگر علوم سے بھی بہرہ مند تھے اور جنہوں نے سنن و آثار کا احاطہ کر لیا تھا اور یہ سب علوم ان کو حفظ تھے اگر آپ ان سے تفسیر کے موضوع پر بات کریں تو وہ اس کا بھی پرچم اٹھائے ہوئے دکھائی دیں گے اگر فقہ سے متعلق فتوی دیں گے تو اس کے بارے میں معلومات کی آخری سرحد پر کھڑے نظر آئیں گے ،اگر علم حدیث پر گفتگو ہوگی تو معلوم ہوگا کہ وہ اس پر بھی حاوی اور صاحب روایت ہیں ملل و نحل کے بارے میں بات کی جائے تو اس سلسلہ میں بھی آپ عقل و درایت میں کسی کو ان سے بڑھا ہوا اور وسیع المعلومات نہیں پائیں گے ہر فن اور ہر علم میں اپنے ابناء جنس سے ممتاز ہیں۔ کسی آنکھ نے ان کی مانند کسی دوسرے کو نہیں دیکھا اور نہ خود ان کی آنکھ نے اپنے جیسا کسی اور کو دیکھا، تفسیر میں بات کرتے تو ان کی مجلس میں لوگوں کا جم غفیر جمع ہو جاتا اور ان کے علم کے شیریں اور خالص دریا سے اپنی پیاس بجھاتے اور ان کے بہار آسا باغ کی شمیم آرائیوں سے استفادہ کرتے تھے۔"

مندرجہ ذیل بالا صفات کا حامل انسان ہی مجدد ہو سکتا ہے۔

شیخ علامہ زملکانی جو سب سے زیادہ شیخ الاسلام کے ساتھ ضد اور تعصب رکھتے تھے وہ آپ کی تعریف میں رقم طراز ہیں:

لقد اعطی ابن تیمیة الید الطولی فی حسن التصنیف وجودة العبارة والترتیب والتقسیم والتبیین وقد الان اللّٰہ له العلوم کما الان لداؤد الحدید کان اذا سئل عن فن من العلم ظن الرائی والسامع انه لایعرف غیر ذالك الفن وحکم ان احدا لایعرفه مثله وکان الفقهاء من سائر الطوائف اذا جلسوا معه استفادوا فی مذاهبهم منه ما لم یکونوا عرفوه قبل ذلك ولایعرف انه ناظر احدا فانقطع منه ولا تکلم

فی علم من العلوم سواء کان من علوم الشرع او غیرها الّا فاق فیه اهله و المنسوبین الیه ۔ الخ (الکواکب الدریة ص:٦)

”ابن تیمیہ کو اللہ نے حسن ترتیب، عبارت کی عمدگی و ترتیب موضوع کی تقسیم اور اپنے مدعا کی وضاحت میں ید طولی سے نوازا تھا۔ اللہ نے اسی طرح ان کے لئے علوم کو مسخر کر دیا تھا جس طرح کہ حضرت داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا جب ان سے علم کے کسی گوشے کے متعلق سوال کیا جاتا تو دیکھنے اور سننے والا یہی سمجھتا کہ اس فن کے سوا وہ اور کسی فن کے بارے میں معلومات نہیں رکھتے اور یہ فیصلہ کرتا کہ ان کی طرح اور کوئی شخص اس فن سے آگاہی نہیں رکھتا۔ ہر مکتب فکر کے فقہاء جب ان کے پاس بیٹھتے تو اپنے مذاہب فقہیہ کے بارے میں ان سے استفادہ کرتے اور وہ کچھ حاصل کرتے جن سے وہ اس سے قبل آگاہ نہ تھے یہ بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے کبھی کسی سے مناظرہ کیا ہو اور پھر اس سے شکست کھا گئے ہوں، انہوں نے جب بھی کسی علم کے بارے میں وہ علم شرعی ہو یا غیر شرعی کسی عالم سے گفتگو کی، اس سے فوقیت لے گئے اور ان علوم کے ماہرین پر فتح حاصل کی۔“

انہوں نے زبان، قلم اور تلوار سے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور کئی جگہ سے شرکیہ نشانات مٹائے، غیر اللہ کی پرستش کے اڈے گرائے اور توحید و عقائد پر کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔ مثلاً:

(١) الواسطیه	(٢) التدمیریه
(٣) الحمویه	(٤) الاصفهانیه
(٥) التوسل و الوسیله	(٦) کتاب الایمان
(٧) کتاب النبوات	(٨) الرد علی الاخنائی و البکری
(٩) الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح	(١٠) منهاج السنة النبویة فی نقض کلام الشیعة و القدریة

(۱۱) الزیارة الشرعیة و البدعیه

جن سے اہل اسلام کو قوت ملی، اہل توحید اور سلفی عقائد کے لوگوں کی ہمتیں عود کر آئیں اہل بدعت کی ہمتیں پست ہوئیں، ان کی بنائی ہوئی عمارتیں بنیادوں سے اکھڑنے لگیں اور خود ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی اہل حق کے مرجع بنے۔ کئی مناظرے ہوئے، آپ کو کئی تکلیفیں دی گئیں اور بار بار جیل اور پابندی کی تکلیف برداشت کرنا پڑی، بالآخر جیل ہی سے آپ کی لاش مبارک نکالی گئی، آپ ان سب تکلیفوں کو صبر واستقامت اور خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرتے رہے۔ اپنے دینی معمولات اور دعوت فکر و عمل میں فرق نہ آنے دیا۔ آپ کے حلقہ علمی سے کئی ایسی شخصیتیں وجود میں آئیں جن میں سے ہر ایک بذات خود علم کا بحرِ بے کراں، عمل کا کامل مجسمہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا مسلح سپاہی تھا آپ کے خصوصی تلامذہ اور حلقہ نشینوں میں امام ابن قیم شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی الدمشقی المتوفی ۷۵۱ھ ہیں جن کے قلم سیال نے وقت کے بڑے بڑے اہل قلم کو حیران کر دیا، عقائد میں ان کی کئی کتابیں معروف ہیں مثلاً:

(۱) الکافیة الشافیة فی انتصار الفرقة الناجیة
(جو قصیدہ نونیہ کے نام سے مشہور ہے)

(۲) الصواعق المرسله علی الفرقة الجهمیة المعطلة

(۳) اجتماع الجیوش الاسلامیه

(٤) شرح الاسماء الحسنی

(٥) اغاثة اللهفان فی مصائد الشیطان

(٦) هدایة الحیاری فی اجوبة الیهود و النصاری

عالم نقاد امام الجرح والتعدیل الذہبی ابو عبداللہ شمس الدین بن محمد بن احمد بن عثمان الترکمانی الدمشقی المتوفی ۷۴۸ھ انہوں نے بھی کئی کتب تحریر فرمائیں مثلاً:

(۱) کتاب العلو للعلی الغفار (۲) کتاب العرش

(۳) احادیث الصفات　　　　(٤) مسئلة الغیب

(٥) رویة الباری　　　　(٦) طرق احادیث النزول وغیرہ

امام مجتہد رئیس الفقہاء ابن دقیق العید ابو الفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع القشیری المنفلوطی المتوفی ۷۰۲ھ نے "کتاب الاقتراح فی اصول الدین" تحریر کی۔

امام فقیہ اصولی شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی المتوفی ۷۵۶ھ نے "کتاب الصارم المنکی فی الرد علی السبکی" تصنیف کی۔

امام المفسرین حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء القرشی البصری ثم الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ نے "کتاب الفتن والملاحم المعروف بالنہایۃ" تصنیف فرمائی، نیز ان کی دوسری کتاب فضائل القرآن بھی معروف ہے۔

یہ عظیم ہستیاں اسی بحر عظیم کے سر چشمے ہیں ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھی مصنف گزرے ہیں۔

اسی صدی میں اور بھی بے شمار کتابیں تصنیف ہوئیں جیسے:

علامہ صفی الدین محمد بن عبدالرحیم بن محمد الہندی الفقیہ المتوفی ۷۱۵ھ نے کتاب العقائد لکھی۔

شیخ ابن الحاج محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المتوفی ۷۳۷ھ "کتاب المدخل" لکھ کر اہل بدعت کے رسوم کی پوری طرح مذمت کی، خاص کر قیام مروج اور میلاد اور صلوٰۃ الرغائب وغیرہ پر بحث کی ہے۔

امام ابو جعفر الاندلسی احمد بن ابراہیم بن الزبیر ابن محمد النحوی المتوفی ۷۰۸ھ نے "کتاب ردع الجاہل عن اعتصاف المجاہل" لکھی۔

علامہ شہاب الدین احمد بن یحییٰ بن ابی بکر بن عبد الواحد بن ابی حجلۃ التلمسانی المتوفی ۷۷۶ھ نے قصیدہ ابن فارض کے رد میں قصائد نبویہ لکھی۔

علامہ جلال الدین احمد بن یوسف التیذینی المتوفی ۷۹۳ھ مسئلہ "الایمان یزید وینقص" پر ایک تصنیف معلوم ہوئی ہے۔

شیخ علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی المتوفی ۷۲۹ھ نے اہل الحاد کے رد میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ان کے علاوہ اسی صدی میں اور بھی کئی مصنف گزرے ہیں۔

نویں صدی ہجری

حافظ ابن حجر شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی تصانیف اس صدی کی یادگار ہیں۔ آپ نے ایک "کتاب الشمس المنیرۃ لمعرفۃ الکبیرۃ" لکھی نیز "تبیین العجب فی ماورد فی فضل الرجب" میں امام موصوف نے ماہ رجب کی بدعتوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔

شیخ ابن الھائم ابو العباس احمد بن محمد بن عماد بن علی القراضی المصری ثم الدمشقی المتوفی ۸۱۵ھ نے "کتاب العقد النضید فی تحقیق کلمۃ التوحید" لکھی۔

شیخ سید الھادی بن ابراہیم بن علی الوزیر المتوفی ۸۲۲ھ نے "کنایہ القانع فی معرفۃ الصانع اور "السیوف المرھفات علی من الحد فی الصفات" وغیرہ لکھیں۔

شیخ سید ابن الوزیر محمد بن ابراہیم بن علی المرتضی الیمانی المتوفی ۸۴۰ھ نے

(۱) ایثار الحق علی الخلق

(۲) ترجیح اسالیب القرآن علی قوانین المبتدعۃ والیونان

(۳) البرہان القاطع فی اثبات الصانع وغیرہ کتابیں لکھیں۔

شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن نعیم البساطی المتوفی ۸۴۲ھ نے کتاب "المقدمہ فی اصول الدین" لکھی۔

امام تقی الدین احمد بن علی المقریزی المتوفی ۸۵۴ھ نے کتاب "تجرید التوحید المفید" تصنیف کی۔

شیخ منصور بن الحسین بن الکارزونی المتوفی ۹۰۰ھ نے "کتاب حجۃ السفرۃ البررہ المبتدعۃ الفجرۃ لکھی۔

شیخ منصور بن الحسن بن علی الکازرونی المتوفی ۹۰۰ھ نے کتاب "حجۃ السفرۃ البررۃ علی المبتدعۃ الفجرۃ الکفرۃ"، لکھی۔

دسویں صدی ہجری

حافظ شمس الدین السخاوی ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر القاہری المتوفی ۹۰۲ھ نے "المقاصد المبارکہ فی ایضاح الہالکہ" یادگار چھوڑی ہے۔

حافظ جلال الدین السیوطی ابو لفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن سلیمان المصری المتوفی ۹۱۱ھ نے

(۱) تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد

(۲) تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء

(۳) "شرح الکوکب الوفاء فی الاعتقاد" وغیرہ رسائل لکھے۔

شیخ جمال الدین عمر بن محمد بن المبارک بن عبد اللہ الحمیری الحضرمی المتوفی ۹۳۰ھ نے "کتاب عقد الدرر فی الایمان بالقضاء والقدر" لکھی۔

شیخ زین العابدین ابو حفص عمر بن احمد بن علی بن محمود الشماع الحلبی المتوفی ۹۳۶ھ نے "مورد الظمان فی شعب الایمان" اور "تنبیہ الوسنان الی شعب الایمان" لکھیں۔

شیخ شمس الدین محمد الشامی المتوفی ۹۴۲ھ نے کتاب "اعظم المنۃ فیما یغفر اللہ بہ الذنوب ویوجب بہ الجنۃ" تحریر کی۔

شیخ عبد العزیز بن عبد الواحد بن محمد موسی المغربی المکناسی المتوفی ۹۶۴ھ نے کتاب "منہج الوصول فی اصول الدین"، لکھی۔

شیخ ابراہیم بن محمد بن ابی بکر بن علی المقدسی القاہری المتوفی ۹۲۳ھ "عقائد ابن دقیق العید" پر شرح لکھی۔

شیخ بدر الدین محمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بدر الغزی المتوفی ۹۸۴ھ نے "تفسیر آیۃ الکرسی" لکھی۔

شیخ محمد بن ابی الوفاء ابن المرقع کمال الدین المتوفی ۹۷۳ھ نے "کتاب التلویح بمعانی اسماء اللہ الحسنٰے الورادۃ فی الجامع الصحیح" لکھی۔

گیارہویں صدی ہجری

الشیخ المحدث احمد بن عبدالرحیم بن محمد الوارثی المغربی المتوفی ۱۰۴۵ھ نے نظم میں عقائد کو بیان کیا۔

شیخ ابوالعباس المقری احمد بن محمد بن احمد بن یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن ابی العیش التلمسانی القاہری المتوفی ۱۰۴۱ھ نے "کتاب اضاءۃ الدجنۃ فی اعتقاد اہل السنۃ" لکھی۔

علامہ ابوالوجاہت عبدالرحمٰن بن یحیٰی بن مرشد العمری المرشدی المتوفی ۱۰۳۷ھ نے رسالہ "الجواب المکین عن مسئلہ ان کان یعذب المشرکین" لکھا۔ یہ رسالہ فتاوٰی قاضی خان کے ایک مسئلہ کی تردید میں ہے۔ وہ مسئلہ یہ کہ:

"ولوقال ان کان اللہ یعذب المشرکین فامرأتی طالق قالوا انہا لاتطلق"

"اگر وہ کہے کہ اللہ نے مشرکوں کو عذاب میں ڈالا تو میری بیوی کو طلاق، اس لفظ سے اسے طلاق واقع نہیں ہو گی۔"

لائق مصنف نے اس کی پرزور تردید فرمائی اور ثابت کیا ہے کہ ایسی حالت میں طلاق واقع ہو جائے گی- کیونکہ شرک پر مرنے والے کے لئے عذاب حتمی اور یقینی ہے یہ رسالہ اہل الشرک کے لئے قاصمۃ الظہر کی حیثیت رکھتا ہے۔

شیخ ابن عبد الہادی عبد القادر بن بہاؤ الدین بن نبہانہ العمری الدمشقی المتوفی ۱۰۰۰ھ نے شرح "اضاءۃ الدجنۃ فی عقائد اہل السنۃ" لکھی۔

شیخ ابوالحسن علی بن عبد الواحد بن محمد بن عبد اللہ الانصاری السجلماسی الجزائری

عقیدہ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

المتوفی ۱۰۵۷ھ "جامعۃ الاسرار فی قواعد الاسلام الخمس" اور "الیواقیت الثمینۃ فی العقائد" وغیرہ کتب لکھیں۔

شیخ مرعی بن یوسف بن ابی بکر بن احمد المقدسی المتوفی ۱۰۳۳ھ نے چند رسائل تحریر فرمائے جیسے:

(۱) ارشاد من کان قصده لا اله الا اللّٰه وحده

(۲) اقاویل الثقات فی تاویل الاسماء والصفات والآیات المحکمات

(۳) تنبیه الماهر علی غیر الماهر،

(٤) ما هو المتبادر من الاحادیث الواردة فی الصفات

(٥) توضیح البرهان فی الفرق بین الاسلام والایمان

(٦) شفاء الصدور فی زیارة المشاهد القبور

بارھویں صدی ہجری

شیخ ابوالوقت برہان الدین اسماعیل بن حسن الکورانی الشہر زوری المتوفی ۱۱۰۱ھ نے

(۱) قصد السبیل الی توحید الحق الوکیل

(۲) العقیدة الصحیحه

(۳) بلغة المسیر الی توحید العلی الکبیر

(٤) مسلك السداد الی مسئلة خلق افعال العباد

(٥) اتحاف الخلف بتحقیق مذهب السلف

تحریر فرمائے۔

علامہ سید زید بن احمد بن الحسن شیخ مشائخ صنعاء الیمن المتوفی ۱۱۲۳ھ نے تحریر المقال فی خلق الافعال اور "تنقیح الالباب فی حل عقود الآداب" اور رسالہ "تبیین الفرقۃ الناجیۃ وغیرہ لکھا۔ جس میں اسی فرقہ کو ناجیہ بتلایا ہے جو صحابہ کے طریقے پر ہے۔ وغیرہ لکھیں۔

شیخ خلیل ابو الفتوح الفیومی المتوفی ۱۱۶۰ھ نے فرقہ ضالہ اسماعیلیہ کے رد میں "کتاب السطوۃ العدلیہ بالفرقۃ الاسماعیلیہ" لکھی۔

شیخ امام محدث محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی الصنعانی المتوفی ۱۱۸۲ھ نے تطہیر الاعتقاد عن ادران الحاد لکھی۔

امام الھند شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم الدہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ نے "البلاغ المبین" لکھی، آپ کی دوسری کتاب "تحفۃ الموحدین" مشہور ہے۔

شیخ قاسم بن صلاح الدین الخانی الحلبی المتوفی ۱۱۰۹ھ نے "کتاب الجزائریہ فی التوحید" کی شرح لکھی۔

علامہ شیخ ابو العون شمس الدین محمد بن احمد بن سالم السفارینی النابلسی المتوفی ۱۱۸۸ھ نے توحید کے موضوع پر کئی رسائل تحریر فرمائے مثلاً:

(۱) نتائج الافکار فی شرح حدیث سید الاستغفار۔

(۲) الدرۃ المضیۃ فی عقائد الفرقۃ المرضیۃ

یہ رسالہ نظم میں ہے پھر اس منظوم رسالہ کی شرح لکھی جس کا نام "سواطع الآثار الاثریہ بشرح منظومتنا المسماۃ بالدر المضیۃ" رکھا۔

نیز علامہ موصوف نے تہتر فرقوں کے بیان میں ایک مفصل رسالہ بھی تصنیف فرمایا تھا۔

امام محدث شیخ محمد حیات السندی المتوفی ۱۱۶۳ھ نے "المقدمۃ فی العقائد" لکھا۔ علامہ شیخ حسین بن مہدی النعیمی المتوفی ۱۱۷۷ھ "معارج الالباب فی مناہج الحق والصواب" لکھی۔

شیخ حسن بن عبد اللہ الخشنی المتوفی ۱۱۹۰ھ نے "تحریر المقال فی خلق الافعال" اور "تنقیح الالباب فی حل عقود الآداب" وغیرہ لکھیں۔

عقیدۂ توحید اور علمائے سلف کی خدمات

تیرھویں صدی ہجری

قاضی احمد بن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن حسین المجاہد الصنعانی المتوفی ۱۲۸۱ھ نے "کتاب اصول الدین" اور "نیل المنٰے فی شرح اسماء اللہ الحسنےٰ" لکھیں۔

علامہ الشریف حسن بن خالد بن عزالدین الحازی التہامی المتوفی ۱۲۳۴ھ نے "قوۃ القلوب بمنفعۃ توحید علام الغیوب" لکھی، جس میں توحید کے دلائل بیاں کئے اور مشرکین کی رسومات کا خوب رد فرمایا۔

مجتہد الوقت الامام المفسر المحدث الفقیہ الاصولی محمد بن علی بن محمد الشوکانی الخولانی الصنعانی المتوفی ۱۲۵۰ھ نے کئی کتابیں توحید وعقائد پر تصنیف فرمائیں مثلاً:

(۱) الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید

(۲) التحف بمذاھب السلف

(۳) شرح الصدور بتحریم رفع القبور

(٤) البغیتہ فی مسئلۃ الرّؤیہ

ان کے رسائل اہل توحید کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور ہیں، آپ نے ایسے براہین قاطعہ سے شرکیہ اور بدعیہ امور کا رد فرمایا جنہوں نے اہل بدعت کے اندر زبردست زلزلہ پیدا کیا-نواب والا جاہ بھوپالی کے والد بزرگوار سید شریف ابواحمد حسن بن علی الحسینی البخاری القنوجی المتوفی ۱۲۵۳ھ نے کئی رسائل توحید کے اثبات واہل شرک واہل بدعت کی تردید میں تصنیف فرمائے جو اکثر اردو زبان میں ہیں بعض فارسی اور بعض عربی زبان میں بھی ہیں۔

شاہ والا جاہ محدث ہند امام ابن الامام سید عبد العزیز بن ولی اللہ الدہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ نے (۱) شرح میزان العقائد (۲) ھدایۃ المؤمنین تصنیف فرمائیں-

امام الحق، فرید العصر، وحید الدہر، المجاہد لاعلاء کلمۃ اللہ ، والشہید فی سبیل اللہ

السید اسماعیل بن عبد الغنی بن ولی اللہ العمری الدہلوی المتوفی ۱۲۴۶ھ کی "کتاب تقویۃ الایمان"، خواص و عوام کے ہاں معروف ہے جس کے عربی، سندھی اور دیگر زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ آپ نے (۱) ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح (۲) رد الاشراك والبدع - تصنیف فرمائیں اور بقول صاحب نزہۃ الخواطر تقویۃ الایمان آخر الذکر کے باب اول کا ترجمہ ہے۔

قاضی بشیر الدین القنوجی العثمانی المتوفی ۱۲۹۶ھ نے چند رسائل تصنیف فرمائے مثلاً:

(۱) غاية الكلام فی ابطال عمل المولد والقيام،

(۲) احسن المقال فی شرح حديث لاتشد الرحال،

(۳) بصارة العينين فی منع تقبيل الابهامين،

مولانا خرم علی البلہواری المتوفی ۱۲۷۱ھ نے توحید و سنت کی نصرت میں رسالہ "نصیحۃ المسلمین" لکھا۔

مولانا شیخ عبد اللہ الصدیقی المحمدی الہ آبادی نے رسالہ "اعتصام السنۃ و قامع البدعۃ" لکھا۔

بناکردند خوش رسمی بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں پاسبانِ پاک ملت را

شیخ الاسلام کے پیدائش کے وقت نجد کے مذہبی حالات

اسی صدی میں مجدد الدعوۃ الاسلامیہ شیخ الاسلام، علم الاعلام، الداعی الی اللہ والمجاہد فی سبیل اللہ محدث دوراں، مجدد زمان الشیخ محمد بن عبد الوہاب النجدی الدرعی پیدا ہوئے، آپ اس وقت آئے جب کہ ہر طرف شرک کا دور دورہ تھا، قبر پرستی، تعزیہ پرستی، درختوں، بتوں، اور پتھروں کی پوجا، مزاروں اور درگاہوں پر میلے اور

عرس، بزرگوں اور ولیوں کو مشکل میں پکارنا، ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا، وسیلہ اور نجات کا ذریعہ جاننا، ان کے چلے نکالنا، ان کے نام کے دن منانا، ان کے ہاں تقرب حاصل کرنے کے لئے نذر و نیاز دینا، صدقات و خیرات کرنا، گویا کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ناامید نظر آتے تھے اور توحید سے بالکل دور ہو چکے تھے، اور اسی وجہ سے عمل میں بہت کوتاہی واقع ہوئی، لوگ بے عملی اور برے کاموں میں گرفتار ہونے لگے، خود نجد کا یہ حال تھا کہ پورا علاقہ عقائد فاسدہ، خرافات و بدعات اور بے دینی کا مرکز بن چکا تھا، جگہ جگہ مصنوعی قبریں اور درگاہیں تھیں۔

شیخ نے اپنی دعوت کو ہمت، صبر واستقلال سے چلایا اور مخالفین کی طرف سے مناظرے ہوئے اور طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں، بہتان والزام تراشے گئے، لیکن شیخ نے ان سب تکلیفوں کو فراخ دلی سے برداشت کرتے ہوئے اپنی دعوت کو جاری رکھا، حلقہ بڑھتے بڑھتے دعوت کا اثر حجاز تک پہنچا اور ہر طرف توحید چمکنے لگی اور لوگ پھر سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے اسلام کو سمجھا حق و باطل میں تمیز ہوئی۔

امام موصوف نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں اکثر توحید کی دعوت اور شرک کی تردید پر زور دیا ہے جن کا ذکر آپ کے حالات زندگی میں آئے گا۔ ان شاءاللہ

کتاب التوحید کا تعارف اور علمی مرتبہ

ان سب میں آپ کی شہرہ آفاق وہ کتاب ہے جو سب سے پہلے آپ نے تصنیف فرمائی یعنی "کتاب التوحید الذی ہو حق اللہ علی العبید"، مصنف رحمہ اللہ نے اسے ابواب کی ترتیب پر لکھا اور توحید کے ہر مسئلہ کے لئے الگ باب قائم کیا جس میں آیات قرآنیہ، احادیث مرفوعہ اور پھر صحابہ کرام اور تابعین کے آثار جمع کئے آخر میں ان دلائل سے جو مسائل مستنبط سمجھے، ذکر فرمائے۔ امام الدعوۃ رحمہ اللہ نے توحید کی تینوں قسمیں بیان فرمائیں:

(۱) توحید ربوبیت

اس میں استغاثہ، استعاذہ، دعا، نذر، ذبح وغیرہ کا بیان ہے۔

(۲) توحید الوہیت

اس میں توسل، شفاعت غیر شرعیہ کی تردید فرمائی۔

(۳) توحید صفات

اس میں جہمیہ، مشبہہ اور مؤولہ وغیرہ گمراہ فرقوں کی تردید فرمائی، لیکن مختصر اور قدرے جامع نیز سحر، جادو، ٹونہ، تعویذ گنڈہ، بدفالی، حلف لغیر اللہ جیسے امور شرکیہ کا بھی رد فرمایا امام موصوف نے شروع عنوان میں حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بطور مقدمہ پیش کیا ہے جس میں یہ بیان ہے۔

حَقُّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئاً وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئاً" (مسلم کتاب الایمان باب حق اللہ ــــــــ)

"اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو شخص اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے وہ اس کو (قبر و قیامت میں) عذاب میں نہ ڈالے۔"

امام موصوف نے اسی حدیث سے کتاب کا نام اخذ کیا گویا کتاب اسم با مسمّٰی ہے اس حدیث اور جو آیات اس سے قبل ذکر کی ہیں، ان سے چوبیس مسائل اخذ کئے ہیں جن سے مصنف کی وسعت علمی کا اندازہ ہوتا ہے ان میں سے بطور نمونہ کے دو مسئلے یہ ہیں:

(۱) ان العبادۃ ھی التوحید

(۲) ان عبادۃ اللہ لاتحصل الا باالکفر بالطاغوت

مقدمہ کے بعد چھیاسٹھ ابواب قائم کئے ہیں، ہر باب کئی مسائل کا حامل ہے گویا کہ

یہ عقائد کی ایک جامع مگر مختصر اور عام فہم کتاب ہے۔

پہلے چار ابواب میں توحید کی فضیلت وضرورت بیان کی اور اس کی طرف دعوت کی ترغیب دی، اور شرک سے ڈرایا گیا ہے اس کے بعد ایک باب توحید کی وضاحت اور تشریح کے لئے رکھا ہے۔ پھر شرک کے اقسام بیان کرنے کے لئے دس ابواب قائم کئے۔ پھر شفاعت اور اس کے لواحق کے لئے دو باب، اور غلو کی مذمت اور اس کے نتائج بد بیان کرنے کے لئے پانچ ابواب رکھے ہیں۔

اس کے بعد سات ابواب میں کچھ رسوم شرکیہ بیان فرمائی ہیں۔ پھر ان امور کو بیان کیا ہے جن کا تعلق عقیدہ سے ہے مثلاً محبت، خوف، توکل، امید اور صبر کو پانچ ابواب میں بیان فرمایا ہے۔

پھر دو باب اخلاص کی ترغیب اور ریا سے ترہیب کے لئے ذکر کئے، بعدہ دو باب تحاکم الی الطاغوت اور اطاعت غیر اللہ کی تردید میں لائے۔

پھر سترہ ابواب میں توحید صفات کو بیان کیا۔ پھر چار ابواب میں تقدیر کے احکام بیان کئے اور قدریوں کی تردید کی اور آخری سات ابواب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور اس کے اعلیٰ وارفع ہونے کو بیان فرمایا۔

اس حسن ترتیب نے سلف صالحین کی تصنیف وتبویب کی یاد تازہ کردی۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا وہ مقولہ جو انہوں نے اپنی کتاب: "بلوغ المرام" کی شان میں فرمایا ہے وہ اس کتاب التوحید پر حرف بحرف صادق آتا ہے کہ

"یستعین به الطالب المبتدی ولایستغنی عنه الراغب المنتهی"

اسی طرح امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الدرر البهیه" کے بارے میں فرمایا:

(فنسبة هذا المختصر الی المطولات من الکتب الفقهیة نسبة السبیکة الذهبیة الی التربة المعدنیة)

"بعینہ یہ صفت اس کتاب کی بہ نسبت ان مطولات کے نظر آتی ہے جو نویں

صدی ہجری سے لے کر آج تک توحید پر لکھی گئی ہیں۔"

اس کتاب نے شرک کے مراکز اور اہل بدعت کے کارناموں پر ایٹم بم کا کام کیا مشرکین لرزہ براندام ہوئے، مخالفین نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو اہل ہند نے شہید ملت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی "کتاب تقویۃ الایمان" کے ساتھ کیا۔ مگر بموجب فرمان الٰہی:

﴿ وَٱلْبَلَدُ ٱلطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُۥ بِإِذْنِ رَبِّهِۦ ﴾ (الأعراف/۷ ۵۸)

"جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ اپنے رب کے حکم سے خوب پھل پھول لاتی ہے۔"

جن خوش نصیب افراد کے اندر ایمان کی تمنا موجود تھی، ان کو صحیح راستہ معلوم ہوا پھر ارض نجد توحید سے منور ہوئی جس کے آثار آج تک موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گے (ان شاءاللہ) جن لوگوں کے اندر عملی تغیر کافی حد تک آگیا تھا وہ توحید سے سرشار اور پیکر عمل نظر آنے لگے۔

اس کتاب سے عرب و عجم کے کئی ملکوں کے افراد نے استفادہ کیا اور توحید کی راہ معلوم کر کے شرک و بدعت سے تائب ہوئے خاص کر شیخ کے بھائی شیخ سلیمان بن عبد الوہاب المتوفی ۱۲۰۸ھ جو آپ کے سخت مخالف تھے بلکہ جنہوں نے ان کی تردید میں ایک رسالہ بنام الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیۃ۔ لکھا تھا مگر چونکہ سلیم القلب تھے محض حسد و بغض اور عناد پر ان کی تردید مبنی نہ تھی اس لئے بالآخر حق کو سمجھا اور اپنے غلط عقائد سے رجوع الی الحق ہوئے اور اپنے بھائی شیخ کے پاس تائب ہو کر آئے جیسا کہ علامہ حسین بن غنام احسائی المتوفی ۱۲۲۵ھ نے اپنی کتاب "روضۃ الافکار" صفحہ ۹۶ جلد اول طبع اول میں ۱۱۹۰ھ کے حوادث میں ذکر کیا ہے اور شیخ سلیمان بن سحمان نے اپنی کتاب "الضیاء الشارق" کے صفحہ ۶۰ میں ذکر کیا ہے۔ مثل مشہور ہے:

(الأقارب كالعقارب)

"قریبی رشتے دار بچھوؤں کی مانند ہوتے ہیں"

بھائیوں کی رقابت بڑی خطرناک اور ناعاقبت اندیش ہوتی ہے۔ مگر یہ امام الدعوۃ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن خلق، رواداری، اور شیریں بیانی اور صحت استدلال و قوت معارضہ جیسی ہمہ گیر اوصاف سے متصف ہونے کی بین دلیل ہے کہ ان کے بھائی نے باوجود شدت مخالفت کے آخر حق کی طرف رجوع کیا اور اپنے بھائی کا ساتھ دیا، ایسی توفیق اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بخشے۔ (آمین)

کتاب التوحید کی شروحات

کتاب التوحید کی اہل علم نے شرحیں بھی لکھیں جیسے علامہ احمد بن حسن نجدی نے الدر النضید لکھی جو ۱۳۱۱ھ کو دہلی میں چھپی۔

دوسری شرح شیخ کے پوتے محدث شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے لکھی، آپ ۱۲۰۵ھ میں تولد ہوئے اور ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔

بڑے بڑے اساتذہ کے علاوہ امام محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ سے بھی آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ آپ نے کتاب التوحید کی شرح بنام "تیسیر العزیز الحمید" لکھی، لائق مصنف مقدمہ میں اس شرح کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وصنف رحمه الله تعالى التصانيف فى توحيد الانبياء والمرسلين والرد على من خالفه من المشركين ومن جملتها كتاب التوحيد وهو كتاب فرد فى معناه لم يسبقه اليه سابق ولا لحقه فيه لاحق، وهو الذى قصدت الكلام عليه ان شآء الله تعالى وان كنت لست ممن يتصدى لهذا الشان لكن لما رأيت الكتاب لم يتعرض للكلام عليه احد يعتد به ورأيت تشوق الطلبة والإخوان الى شرح يفى ببعض مافيه من المقاصد اجبت ان اسعفهم بمرادهم على حسب طاقتي۔) الخ، (تيسير العزيز الحميد۔ص: ٢٤)

"مصنف رحمہ اللہ نے انبیاء و مرسلین کی بیان کردہ توحید کے موضوع سے متعلق اور مشرکین میں سے جنہوں نے اس توحید کی مخالفت کی ان کے بارے میں کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک تصنیف کتاب التوحید ہے، جو اپنے موضوع میں منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ نہ اس اسلوب کی کتاب اس سے پہلے لکھی گئی نہ بعد میں، میں ان شاء اللہ اسی کتاب کے بارے میں معروضات پیش کروں گا۔ اگرچہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اس کے درپے ہوں لیکن جب میں نے کتاب دیکھی اور یہ معلوم ہوا کہ اس پر کسی نے تعرض نہیں کیا ہے اور یہ بھی دیکھا کہ طلبا اور برادران اہل علم اس کی شرح کے لئے ایک شوق اور تڑپ رکھتے ہیں اور یہ معلوم کرنے کے خواہاں ہیں کہ یہ کن امور پر مشتمل ہے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی علمی بساط کے مطابق یہ خدمت سر انجام دوں۔"

یہ شرح نہایت عمدہ اور علمی خزانے کا مجموعہ ہے اس میں خاص خوبی یہ ہے کہ شارح رحمہ اللہ نے تشریح متون، احادیث کے ساتھ احادیث پر محدثانہ کلام کیا ہے اور جو روایات اصل کتاب میں بغیر حوالہ منقول ہیں ان کی تخریج کی ہے۔ کئی روایات کو بالاسانید ذکر کیا ہے اور جرح و تعدیل واختلاف روایات اور زیادات وغیرہ کو بھی بیان کیا ہے، جن محدثین کی کتابوں سے حدیثیں نقل کی گئی ہیں ان کے تراجم وحالات مختصر بیان کئے ہیں اور شیخ رحمہ اللہ کی اصطلاحات کو بھی اچھی طرح واضح کیا ہے اور السنن والمسند کی بھی تعیین کی ہے کہ اس سے کون سی کتاب مراد ہے، ہمارے خیال میں "کتاب التوحید" کی اس شرح کو احادیث سے استفادہ کرنے والوں کے لئے سامنے رکھنا ضروری ہے کیونکہ شارح رحمہ اللہ نے صحیح و غیر صحیح کی نشاندہی بھی کی ہے اور جہاں متابعت و شواہد مل سکے ہیں ان کا بھی ذکر فرماتے ہیں۔

الغرض کوئی اہلحدیث اور اور خالص توحید کی معرفت حاصل کرنے والا اس کتاب سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہو سکتا، مگر افسوس کہ شارح رحمہ اللہ اس شرح کو

پورا نہ کر سکے، "باب ماجاء فی منکر القدر" تک شرح کی- باقی آخری سات ابواب کی شرح "علامہ ابو بکر زہیر شاویش" نے فتح المجید سے مکمل کی- کما ذکرہ فی المقدمہ وفی حاشۃ التیسیر - ص:۶۹۱)

یہ شرح دو مرتبہ شائع ہوئی ہے- پہلی بار ۱۳۸۲ھ میں دوسری مرتبہ ۱۳۹۰ھ میں شیخ زہیر شاویش کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

یہ سب سے پہلی شرح اور باقی تمام شروح کا ماخذ ہے

اس کے بعد امام الدعوۃ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے دوسرے پوتے امام الموحدین علامہ شیخ عبد الرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ نے "فتح المجید" کے نام سے کتاب التوحید کی شرح لکھی، جو دراصل تیسیر العزیز الحمید کا خلاصہ ہے شارح رحمہ اللہ نے اسے حسن ترتیب اور مناسب تہذیب کے ساتھ پیش کیا ہے چنانچہ مقدمہ میں فرماتے ہیں:

(ولما قرأت شرحه رأيته اطنب في مواضع وفي بعضها تكرار يستغنى بالبعض منه عن الكل ولم يكلمه فاخذت في تهذيبه وتقريبه تكميله وربما ادخلت فيه بعض النقول المستحسنة تتميماً للفائدة.)

"میں نے شرح پڑھی تو بعض مقامات پر بہت طوالت لئے ہوئے تھی اور بعض میں تکرار تھا، اگر کم الفاظ میں بھی بات بیان کر دی جاتی تو پوری بحث کو کفایت کر جاتی، مگر بایں ہمہ کتاب مکمل نہ تھی۔ چنانچہ میں نے اس کی تہذیب و تقریب اور تکمیل کا کام شروع کیا متعدد مقامات پر بعض ایسی چیزیں نقل کیں جو اس کو مفید بنانے کے لئے بہر طور ضروری تھیں۔"

شارح رحمہ اللہ نے واقعی پورا حق ادا کیا اور لفظی ولغوی تحقیق کے ساتھ احکام ومسائل کو بسط وتفصیل کے ساتھ دل کش عبارت میں بیان کیا۔ اسی وجہ سے یہ کتاب خواص وعوام کا مرجع رہی ہے ہر عالم کے گھر میں یہ کتاب ضرور ہوگی۔ کئی علماء نے اس کو حفظ کر رکھا ہے اور تقریروں اور درسوں میں اس شرح کی پوری عبارتیں زبانی

پڑھ کر سناتے ہیں، نجد و حجاز اور دوسرے عرب ممالک حتی کہ ممالک عجم میں بھی جو توحید کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، اس شرح کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مقبولیت صرف توحید کی برکت سے ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

اس شرح میں توحید اور شرک کے سب مسائل کو بیان کیا گیا ہے،، گویا مسائل توحید کے لئے یہ کتاب دائرۃ المعارف یا انسائکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ شرح کئی بار شائع ہوئی ہے، اور ہر بار ہاتھوں ہاتھ نکل کر ختم ہوتی رہتی ہے۔

شارح رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ کتاب التوحید پر مختصر حاشیہ بھی لکھا ہے جو "قرۃ عیون الموحدین" کے نام سے چھپ چکی ہے۔ ان کے علاوہ اور علماء نے بھی شرحیں لکھیں، جیسے

علامہ شیخ حمد بن علی بن عتیق نے "ابطال التندید باختصار شرح التوحید"، لکھی،

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی نے "القول السدید" کے نام سے ایک تعلیق لکھی، یہ دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

فتح المجید کا علمی مقام

فتح المجید اس لائق ہے کہ اس کا تمام مروجہ زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، اور دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جائے اس وقت توحید الٰہی کو اطراف الارض میں پھیلانے کا سب سے بہترین طریقہ یہی ہے اور اس طرح موجودہ اہل حق اپنے اسلاف کے نیک اور اچھے اخلاف بن سکتے ہیں اور اشاعت توحید اور تبلیغ و دعوت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

اس سنت حسنہ کا آغاز ہمارے معاصر دوست "مولانا عطاء اللہ ثاقب رئیس انصار السنۃ المحمدیہ پاکستان" نے کیا ہے آپ نے فتح المجید کا اردو ترجمہ لکھا ہے موصوف نے مکۃ المکرمہ حرم شریف میں بیٹھ کر یہ کام کیا اور راقم الحروف کو بیت اللہ شریف

کے سامنے بیٹھ کر حرفاً حرفاً سناتے رہے اور جا بجا مشورے بھی لئے، جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیراً۔

یہ واقعہ ۱۳۹۳ھ کا ہے، مترجم موصوف نے بڑی محنت کی ہے علمائے کرام خصوصاً شیوخ الحرمین الشریفین سے مشورے لئے اور تراجم وتفاسیر کا مطالعہ کیا اور اللہ کریم کی مدد خاص سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

ترجمہ نہایت سلیس، عام فہم، اور بامحاورہ ہے، مضامین میں ربط کا خاص خیال رکھا ہے، دور حاضر کی مروجہ اردو استعمال کرکے ترجمہ کو آسان بنادیا ہے اور متن وشرح دونوں کے الگ الگ ترجمہ کرنے سے حسن ترتیب میں اضافہ ہوا ہے جسے اہل قلم تحسین کی نگاہ سے دیکھیں گے، عام اردو دان اس سے پورا فائدہ حاصل کریں گے توحید باری تعالیٰ کو سمجھ کر اپنا عقیدہ درست کریں گے اور غلط عقائد (شرک وبدعت) سے توبہ کرکے راجع الی الحق ہوں گے۔

لائق مترجم نے جس بوجھ کو اٹھایا تھا وہ جتنا بھاری تھا بحول اللہ وقوتہ اتنا ہی دشوار بھی مگر بموجب وعدہ الٰہی

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مِنْ أَمْرِهِۦ يُسْرًا ﴿٤﴾﴾ (الطلاق ٦٥/ ٤)

"اور جو شخص اللہ سے ڈرے اس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کردیتا ہے۔"

آپ نے ہمت نہیں ہاری اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے کام شروع کیا اور اسی کی توفیق خاص سے کامیاب ہوئے۔

مترجم موصوف نے یہ حق ادا کرکے دوسروں کے لئے ایک مثال قائم کی ہے اور اس حدیث مبارکہ کے مصداق بنے ہیں۔

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهَا وَ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا- (ابن ماجه- كتاب السنة باب من سن سنة حسنة اور سيئة- رقم الحديث ٢٠٣)

"جو ایسی سنت حسنہ قائم کرے جس کا اس کے بعد تتبع کیا جائے تو اس کو اپنا اجر بھی ملے گا اور جو لوگ اس کے مطابق عمل کریں گے، اس کا اجر بھی ملے گا مگر ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔"

اس کتاب کا پہلی بار ترجمہ کیا گیا ہے اور ایسے وقت میں کیا گیا ہے جبکہ اس کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ لائق مترجم نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے اور کم از کم امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ان پر ضرور صادق آتا ہے۔

نعمة البدعة هذه

امید ہے دوسری زبانوں والے بھی اس طرح اپنی اپنی زبانوں میں اس شرح کے تراجم لکھ کر اپنا حق ادا کریں گے۔ واللہ الموفق

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مترجم کو اس سنت حسنہ کے بدلے نیک جزا بخشے، توحید پر عمل کرنے والوں کے اجر عظیم میں ان کو شریک فرمائے اور اس ترجمے کو مقبولیت عامہ نصیب فرمائے، "انہ تعالیٰ سمیع قریب"۔

حیات امام الدعوة

شیخ الاسلام والمسلمین علم العلماء المجاهدین، امام الدعوة السلفیة الصابر ناصر السنة السنیة، قامع البدعة الشنیعة، الصابر فی المحنة، الشابر علی العبادة احد مجددی العصر، محدث زماں، فقیہ دوراں، محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن برید بن مشرف بن عمر بن معضاد بن زلیس بن زاخر بن محمد بن علوی بن وہب التمیمی ہیں یہ نسبت نجد کبریٰ کے ایک قبیلہ کی طرف ہے۔

ولادت

آپ شہر عیینہ میں جو مملکت سعودیہ کے دار السلطنت ریاض کے شمال کی طرف واقع ہے ۱۱۱۵ھ میں علم و فضل کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد الشیخ

عبدالوہاب بن سلیمان رحمہ اللہ علم و فضل اور نیک خلق جیسی صفات حسنہ سے متصف تھے جو آپ کو آبائی ورثہ میں ملی تھیں۔ آپ کے جدامجد شیخ سلیمان بن علی نجد کے رئیس العلماء تھے، علوم دینیہ میں علماء وقت کے مرجع تھے تصنیف و تدریس اور افتاء میں ماہر تھے آپ نے مناسک حج پر ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی۔

تعلیم

امام صاحب نے اپنے پیدائشی شہر میں والد مکرم سے تربیت حاصل کی اور ان سے تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتب پڑھیں، آپ کو بچپن ہی سے سلف کی کتابوں کے مطالعے کا بے حد شوق تھا خاص طور پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تصانیف کا بڑے شوق سے خوب مطالعہ کیا۔

رحلات

پھر سفر حج کو نکلے یہ فریضہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے تعلیم حاصل کی، جن میں خاص اور قابل ذکر ہستیاں یہ ہیں:

(۱) شیخ عبداللہ بن یوسف نجدی
(۲) شیخ عبداللہ بن ابراہیم
(۳) شیخ محمد حیات السندی
(۴) شیخ آفندی داغستانی
(۵) شیخ اسماعیل عجلونی
(۶) شیخ عبداللہ عفالقی احسائی
(۷) شیخ محمد عفالقی احسائی

بصرہ میں ایک بڑی جماعت سے علم حاصل کیا۔ جن میں شیخ محمد المجموعی کا اسم گرامی بھی شامل ہے اور شام میں شیخ عبداللہ بن عبداللطیف الشافعی سے استفادہ کیا اس کے بعد نجد میں آکر مطالعہ میں منہمک ہوگئے۔

مزاج واخلاق

دوسری باتوں اور حکایتوں کے بجائے آپ کی تصانیف آپ کے صحت مزاجی اور نیک خلقی کی صحیح ترجمان ہیں۔ کتاب التوحید ہی کو لیجئے کہ ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کس طرح سنجیدگی اور متانت کے ساتھ مسائل بیان کئے ہیں تعصب وعناد کی بوتک نہیں ملتی۔ حاشا اللہ من ذالك

حافظے کا یہ عالم تھا کہ دس سال کی عمر سے پہلے قرآن کریم حفظ کر لیا۔ ان کی ذکاوت وذہانت سے آپ کے والد مکرم اور دوسرے شیوخ بہت متاثر تھے آپ کے اخلاق حسنہ نے کئی ایک مخالفوں کو آپ کے سامنے پیش ہونے پر مجبور کر دیا۔

دعوت

امام صاحب رحمہ اللہ نے مسائل توحید پر اور جو اس وقت شرکیہ رسوم مروج تھیں، ان کے متعلق علمائے عصر سے مباحثے کئے اور کئی علماء آپ کے ہم خیال ہوئے۔ اسی طرح درس وتدریس اور خطبات وتقاریر سے عوام کو مائل الی الحق کیا۔ تصانیف سے علمائے کرام کو جمود اور کاہلی کے اندھیروں سے باہر نکالا، کئی امراء وشیوخ اور بعض اقارب کو خطوط لکھے جن میں دعوت الی اللہ کی وضاحت فرمائی اور شرک وبدعت کی برائیاں بیان کیں محض زبانی گفتگو اور زور کلام سے نہیں بلکہ دلائل وبراہین سے اور دل نشیں جوابات اور ایسی عبارات سے جو علم وحکمت سے پر ہوں اور ادب وحلاوت کا نمونہ ہوں آپ کی دعوت

﴿ ٱدۡعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلۡحِكۡمَةِ وَٱلۡمَوۡعِظَةِ ٱلۡحَسَنَةِۖ وَجَٰدِلۡهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُۚ ﴾ (النحل ١٦/ ١٢٥)

”اے نبی اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔“

کی عملی تفسیر تھی، حاسدین اور معاندین کے علاوہ آپ کی دعوت سے کسی کو

اختلاف نہ تھا۔

جہاد

عہد طفولیت سے ہی آپ پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ غالب تھا۔اس مرد مجاہد نے زبان و قلم اور پھر تلوار سے بھی جہاد کیا، جلاوطنی اور ہجرت جیسی تکلیفوں سے بھی نہ بچ سکے، شرک وبدعت کے بہت سے مراکز کو ختم کیا اور بعض ان درختوں کا استیصال بھی کیا جن کی پرستش ہوتی تھی۔

امام موصوف بہت عزم و ہمت کے مالک تھے چنانچہ زانیہ عورت کو رجم کی سزا دینے پر جب حاکم احساء وقطیف سلیمان بن محمد بن عبدالعزیز الحمید نے شیخ الاسلام کے خاص معاون امیر عیینہ عثمان بن معمر کو دھمکی دی اور وظیفہ وغیرہ اور امداد بند کرنے سے ڈرایا تو شیخ نے انہیں بایں الفاظ تسلی دی:

(ان هذا الذی اقمت به ودعوت الیه کلمة لا اله الا الله وارکان الاسلام والأمر بالمعروف والنهی عن المنکر فان انت تمسکت ونصرته فان الله سبحانه یظهرك علی اعدائك فلایزعجك سلیمان ولایفزعك)

"جس چیز کو تم لے کر اٹھے ہو اور جس کی طرف دعوت دی ہے وہ یقیناً کلمہ لاالٰہ الااللہ ارکان اسلام، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اگر تم نے اس سے تمسک کیا اور اس کی نصرت کا بیڑا اٹھایا تو اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دشمنوں پر غالب کرے گا اور سلیمان غم و تکلیف میں نہ ڈال سکے گا۔"

ظاہر ہے یہ توکل اور پختگی اسی شخص کے اندر پائی جائے گی، جس کے رگ وریشے میں توحید سمائی ہوئی ہو۔ خوف کے ہر مقام میں صرف تقویٰ الٰہی اس کے دل میں موجزن ہو، اور شرک وبدعت سے اس کا دم، لحم و شحم سب پاک ہو، جس پر اللہ کا خوف غالب ہو اس کا یہی حال ہوتا ہے کسی دوسری شخصیت کی ہیبت اس پر طاری نہیں

ہو سکتی خواہ وہ کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو کیونکہ

﴿ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ﴾ (الأحزاب ٣٣/ ٤)

"اللہ نے کسی شخص کے دھڑ میں دو دل نہیں رکھے"

ایسے توکل کی مثال رسول اللہ ﷺ کا سچا محب اور صادق پیروکار ہی پیش کر سکتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کا قصہ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ جب فرعونی لشکر نے ان کا تعاقب کیا تو:

﴿ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ ﴾ (الشعراء ٢٦/ ٦١-٦٢)

"موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی چیخ اٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے، موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا۔"

مقام غور ہے کہ سامنے دریا ہے اور پیچھے دشمن کی یلغار، پھر بھی یہ عزم رکھنا کہ دشمن ہرگز ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔ عملی توکل کی ایسی ہی مثال امام الدعوۃ نے پیش کی ہے۔

دیکھ کر تجھ کو پھری آنکھوں میں صورت سلف کی

اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے انصار و مددگار بھی پیدا کئے امام شوکانی اپنی کتاب "البدر الطالع" جلد اول، ص ۲۶۲ میں امام سعود بن عبد العزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

وكان جده محمد شيخاً لقريته التى هو فيها فوصل اليه الشيخ العلامة محمد بن عبد الوهاب الداعى الى التوحيد المنكر على المعتقدين فى الاموات فاجابه وقام بنصره ومازال يجاهد من يخالفه وكانت تلك البلاد قد غلبت عليها امور الجاهلية وصار الاسلام غريباً۔

"اس کے دادا محمد کے پاس جو اس نواح کا شیخ تھا شیخ علامہ محمد بن عبد الوہاب

گئے جو دائی توحید اور مردوں کی اعانت کا عقیدہ رکھنے والوں کے مخالف تھے اس نے شیخ کی اعانت ونصرت کا وعدہ کیا اور وہ ہمیشہ ان کے مخالفوں کے خلاف جہاد کرتا رہا یہ وہ شہر تھے اور یہ وہ علاقہ تھا، جہاں امور جاہلیہ غالب آگئے تھے اور اسلام اجنبی ہو کر رہ گیا تھا۔"

امیر موصوف کے پورے خاندان نے شیخ کے ساتھ مل کر جہاد فی سبیل اللہ میں نمایاں حصہ لیا، اہل علم میں احمد بن سویلم اور اعسی بن قاسم خصوصیت سے مشہور ہیں اہل اثر ورسوخ میں سے محمد الخزیمی عبداللہ وغثیر 'سلیمان بن الوشقیری، احمد بن حسین پیش پیش تھے۔

سیرت و معمولات

امام الدعوۃ رحمۃ اللہ علیہ سنت کے حامی، بدعت کے ماحی، تفسیر وحدیث اور فقہ کے بہت بڑے عالم، علوم اور قواعد میں مہارت تامہ رکھنے والے تھے، علل ورجال پر وسیع نظر تھی اصولی وفروعی مسائل کے متعلق معلومات میں یگانہ روزگار تھے آپ کی زندگی صلاح، نیک سیرت اور طہارت باطنہ کی حامل تھی، ذکر واذکار، عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے متواضع رحم دل اور مہمان نواز تھے، دن میں کئی بار عقائد، تفسیر، حدیث، فقہ اصول فقہ اور علوم عربیہ کے دروس اور مجالس منعقد ہوتی تھیں، صابر حلیم، غصہ پر قابو پانے والے تھے مگر دین کے بارے میں سخت اور غیر تمند تھے۔

عقیدہ ومذہب

آپ عقیدۃً وعملاً سلفی تھے خود ان کی تصانیف ان کے مذہب وعقیدہ کا تعارف کراتی ہیں، اسی کتاب التوحید کو دیکھئے وہ عقائد بیان کئے ہیں جن پر سلف صالحین، صحابہ کرام وتابعین گزرے ہیں، صحیح بخاری کی کتاب التوحید اور کتاب التوحید لابن خزیمہ اور کتاب الایمان لابن مندہ اور کتاب اعتقاد السلف للبیہقی وغیرہ کے ابواب کا خلاصہ اور امام عثمان دارمی اور امام عبداللہ بن الامام احمد وغیرہما کی کتابوں کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ آپ

محقق تھے، جامد مقلد نہیں تھے۔ کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی کا قول و فعل یا رائے اور قیاس کو حجت نہیں جانتے تھے بلکہ اس کے سخت خلاف تھے، کتاب کا ایک عنوان قائم کرتے ہیں کہ

باب من اطاع العلماء والامراء فی تحریم ما احل لغیر اللّٰہ او تحلیل ما حرم اللّٰہ فقد اتخذھم ارباباً من دون اللّٰہ

اس کے بعد متصل دوسرا باب "**تحاکم الی الطاغوت**" کی مذمت میں ذکر کیا ہے یہی شیخ کا مسلک تھا جسے ورثہ میں اپنی اولاد کے لئے چھوڑا۔ چنانچہ آپ کے خاندان کا ایک فرد شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن شیخ محمد بن عبدالوہاب اپنا اور اپنا آبائی مسلک یوں بیان کرتے ہیں:

(واذا بانت لنا سنة صحيحة عن رسول اللّٰہ عليه وسلم عملنا بها ولانقدم عليها قول احد كائناً من كان بل نتلقها بالقبول والتسليم لان سنة رسول اللّٰہ ﷺ فی صدورنا اجل واعظم من ان نقدم عليها قول احد فهذا الذی نعتقده وندين اللّٰہ به) (الهدية السنية ص:۹۳)

"ہمیں جب رسول اللہ ﷺ کی سنت صحیحہ مل جائے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں، اسی کو مانتے اور اسی کو تسلیم کرتے ہیں اس پر کسی کے قول کو مقدم نہیں ٹھہراتے اس لئے کہ ہمارے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی سنت انتہائی اہمیت و عظمت کی حامل ہے اس پر ہم کسی کے قول کو ترجیح نہیں دے سکتے یہی ہمارا عقیدہ اور یہی ہمارا دین ہے۔"

مخالفت

ایسے مصلح و مجدد کی مخالفت کوئی نئی چیز نہیں

﴿ كَذَٰلِكَ مَآ أَتَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا۟ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ ﴾ (الذاريات ۵۱/ ۵۲)

"یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا

جسے انہوں نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ ساحر ہے یا مجنون۔"

خود انبیاء کرام علیہم السلام کی بڑی شدت سے مخالفت ہوئی شیخ الاسلام کے مخالفین نے بہتان تراشی اور افترا پردازی کو اپنا حربہ بنایا جس کی چند مثالیں پیش ہیں کسی نے کم علمی و کم فہمی کا الزام دیا سید انور شاہ کشمیری نے یوں کہا ہے:

اما محمد بن عبد الوهاب النجدی فإنه کان رجلاً بلیداً قلیل العلم فکان یتسارع الی الحکم بالکفر (فیض الباری جلد ۱، ص ۱۷۱)

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب بلید الذہن کم علم شخص تھے اور دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگانے میں بہت تیز تھے۔"

تعصب کا برا ہو، کیا شاہ صاحب نے شیخ رحمہ اللہ کی تصنیف کا مطالعہ نہیں کیا ہو گا یہی کتاب التوحید جو کسی چھوٹے بڑے عالم سے مخفی نہیں اس مؤلف کو قلت علم وغیرہ کی طرف منسوب کرنا سراسر تعصب اور ناانصافی نہیں تو اور کیا ہے؟

کسی نے تکفیر و قتلِ علماء کا الزام لگایا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتا ہے:

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذالك قتل اهل السنة وقتل علمائهم ۔ (رد المختار حاشیه الدر المختار، ج ٤، ص ٢٦٢، طبع ثانیه)

"جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہوا محمد بن عبد الوہاب کے متبعین کو دیکھئے کہ وہ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غالب آگئے، وہ خود کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں، ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والے مشرک ہیں، انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح قرار دیا ہے۔"

یہ الزام جتنا جھوٹ اور افترا ہے اتنا ہی بے معنی، خود ان کی تصنیف اس کی تکذیب کرتی ہے۔ کتاب التوحید میں ان کاموں کو شرک بتایا ہے جن کا قرآن وحدیث اور آثار سلف سے شرک ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ شیخ اور ان کی جماعت کا کوئی نیا عقیدہ تھا جس کی مخالفت کرنے والے کو مشرک سمجھتے تھے چنانچہ ایک باب توحید کی تفسیر میں لا کر مسلم شریف کی یہ حدیث ذکر کرتے ہیں کہ:

مَنْ قَالَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرَّمَ مَالَهُ وَدَمُهُ وحسابه على الله(مسلم كتاب الايمان: باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ)

"جس نے لا اله الا الله کہا اور جس چیز کی اللہ کے بغیر عبادت کی جاتی ہے اس سے کفر کیا اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے سپرد ہے۔"

اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

هذا من اعظم ما يبين معنى لا اله الا الله فانه لم يجعل التلفظ بها عاصماً للدم والمال بل ولامعرفة معنها مع لفظها بل ولا الإقرار بذلك بل ولا كونه لايدعوا الا الله وحده لاشريك له بل ولا يحرم ماله ودمه حتى يضيف الي ذالك الكفر بما يعبد من دون الله فان شك او توقف لم يحرم ماله ودمه۔فيالها من مسئلة ما اعظمها واجلها وياله من بيان ما اوضحه حجة ما اقطعها للمنازع۔

"یہ ایک بہت بڑی چیز ہے جو لا الٰہ الا اللہ کے معنی ومفہوم کو واضح کرتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ فقط اس لفظ کا زبان سے ادا کر دینا خون اور مال کی حفاظت کا ضامن بن جاتا ہے بلکہ اس لفظ کے ساتھ ساتھ اس کے معنی کی معرفت اور اس کا اقرار بھی اس کا ضامن نہیں ہو سکتا، اور زبان سے یہ کہہ دینا کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کسی کو نہیں پکارے گا، اس کے دم

ومال کو نہیں بچاسکتااس کو اگر کوئی چیز بچاسکتی ہے تو صرف یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز کو ماننے سے انکار کردے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اگر وہ اس میں شک یا توقف کرے گا تو پھر بھی اس کا مال اور خون حرام نہیں ہوگا اندازہ کرو کہ یہ کس درجہ عظیم الشان اور جلیل القدر مسئلہ ہے اور اس کی تبیین ووضاحت، مخالف کے لئے کس درجہ اپنے اندر حجت قاطع لئے ہوئے ہے۔"

اس باب سے چند امور واضح ہوئے۔

جو شخص موحد ہے اس کا خون اور مال دوسروں پر حرام ہے۔

توحید سے وہی مراد ہے جو قرآن وحدیث نے بیان کیا ہے۔

اور وہ صرف کلمہ پڑھ لینے یا ایک اللہ کو پکارنے پر کافی نہیں بلکہ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ہر اس چیز کا انکار کرے کہ ماسوی اللہ جس کی پرستش کی جاتی ہے۔اس صراحت کے بعد کون عقلمند ہوگا جو اس الزام کو باور کرے گا، جس کا ذکر ابن عابدین نے کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے تو وہی عقیدہ ذکر کیا ہے جو کتاب وسنت میں مذکور ہے اور جو شخص بموجب کتاب وسنت موحد ہے، اس کے خون بہانے یا مال لینے کو حرام بتاتے ہیں، شیخ الاسلام نے جو توحید کی تفسیر بیان کی ہے وہی حدیث بالا میں مذکور ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کتاب "کشف الشبہات" میں فرماتے ہیں:

الرجل اذا اظھر الاسلام وجب الکف عنه، الخ۔

"انسان جب اپنے اسلام کا اظہار کردے تو اس سے ہاتھ روک لینا ضروری ہے۔"

اسلام وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پیش کیا، اور جس پر صحابہ عامل تھے، یہی اہل سنت ہیں۔

مجدد الدعوۃ الاسلامیہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنے ایک

رسالے میں اسلام کو یوں بیان کیا ہے۔

فاذا قيل لك ايش دينك؟ فقل دينى الاسلام- واصله وقاعدته امران- الاوّل الامر بعبادة الله وحده، لاشريك له والتحريض على ذالك والموالات فيه وتكفير من تركه والانذار عن الشرك فى عبادة الله التغليظ فى ذالك والمعاداة فيه والتكفير من فعله وهو مبنى على خمسة اركان شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله واقام الصلوة وإيتاء الزكاة، وصوم رمضان وحج البيت مع الاستطاعة۔

"جب تم سے پوچھا جائے کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو تم کہو میرا دین اسلام ہے اور اس کی بنیاد اور اساس دو چیزیں ہیں، اول اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کا حکم دینا اس کی ترغیب دینا، اس کی بنیاد پر دوستی اور تعلقات قائم کرنا جو اس کو چھوڑ دے اس کو کافر قرار دینا اللہ کی بندگی میں شرک کے ارتکاب سے ڈرانا، اس میں سختی سے کام لینا اور دشمنی کا اظہار کرنا، جو شخص پانچ ارکان اسلام سے انکار کرتا ہے، اس کی تکفیر کی جائے گی اور وہ ہیں لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کی شہادت، اقامت نماز، ادائیگی زکوۃ، رمضان کے روزے اور اگر استطاعت ہو تو حج بیت اللہ۔"

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک کون مسلمان ہے اور کون واجب القتل یا لائق عداوت ہے اس سے مخالفین کے تمام الزامات رفع ہو جاتے ہیں۔

شیخ سلیمان بن سحمان نجدی رحمہ اللہ نے "کتاب الہدیۃ السّنیۃ والتحفۃ الوہابیہ" ان ہی الزامات کی تردید میں لکھی ہے جس کا مطالعہ کر کے شبہات کو دور کیا جا سکتا ہے۔ اس میں رسالہ سوم شیخ کے فرزند ارجمند علامہ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کا ہے۔ جس میں وہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

ولانكفر الا من بلغته دعوتنا للحق ووضحت له الحجة وقامت عليه

الحجة واصر مستكبرا معاندا كغالب من نقاتلهم اليوم يصرون على ذلك الاشراك ويمتنعون من فعل الواجبات ويتظاهرون بافعال الكبائر المحرمات (الهدية السنية : ٣٤، مطبوعه ١٣٨٩ھ)

''ہم صرف اسی شخص کی تکفیر کرتے ہیں جس کو ہماری دعوت حق پہنچ گئی اس کے سامنے دلیل واضح اور حجت قائم ہو گئی ہے لیکن وہ تکبر وعناد کی بنا پر کفر پر مصر ہے جیسا کہ ہم اس دور میں ان اکثر لوگوں سے قتال کرتے ہیں جو شرک پر اصرار کناں ہیں۔ واجبات وفرائض پر عمل پیرا ہونے سے گریزاں ہیں اور محرمات کبائر کا برملا اظہار کرتے ہیں۔''

اس صفائی کے بعد اب کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ والحمد للہ

کسی نے یہاں تک کہا:

(الظاهر من حال محمّد بن عبد الوهاب انه يدعى النبوة الا انه ما قدر على اظهار التصريح بذالك)

''محمد بن عبدالوہابؒ کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبوت کا دعویدار تھا مگر وہ بصراحت اس کے اظہار پر قادر نہ تھا۔''

(رسالہ محمد بن عبدالوہاب مصنفہ علامہ مسعود عالم ندوی بحوالہ مصباح الانام ورق نمبر ۵، ۶ وکلکتہ گزٹ ۲۰ ستمبر ۱۸۶۵ء ضمیمہ صفحہ ۴۵۔ ۴۳۷)

لیکن سچ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد، جب شیخ نے ظاہر ہی نہیں کیا تو پھر آپ کو معلوم کیسے ہوا؟ ''ہل شققت عن قلبہ'' ''علیم بذات الصدور تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

خود شیخ رحمہ اللہ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں:

واومن بان نبينا محمدا ﷺ خاتم النبيين والمرسلين (الدرر السنيه جلد اول ص ۲۹)

''میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم النبیین اور خاتم

المرسلین ہیں۔"

ایک جگہ فرماتے ہیں:

وحق الانبیاء الإیمان بهم وبماجاؤا به ...... وان محمدا ﷺ خاتمهم وافضلهم۔ (الدرر السنیه : جلد ۲۰: ۸۱)

"انبیاء علیہم السلام کا ہم پر حق یہ ہے کہ ان پر اور جو کچھ وہ لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لایا جائے...... اور محمد ﷺ خاتم الانبیاء اور سب سے افضل ہیں۔"

شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اپنا اور اپنے اسلاف کا یہی عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

ونؤمن ان محمدا ﷺ خاتم النبیین والمرسلین (الهدية السنيه : ص ۹۱)

"ہم اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ محمد ﷺ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں۔"

ان تصریحات کے بعد اب اس الزام کی حقیقت کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہے گی، حالانکہ کسی نے انکار حدیث کا الزام دیا جیسے احمد بن عبد اللہ باعلوی مصنف مصباح الانام حالانکہ شیخ رحمہ اللہ کی سب کتابیں اور رسائل و خطوط احادیث نبویہ سے مشحون ہیں جگہ جگہ احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ باعلوی کے رد میں شیخ سلیمان بن سحمان نجدی نے مبسوط کتاب "الالسنۃ الحداد فی رد شبہات علوی الحداد" لکھ کر اس کے تمام الزامات وافتراءات کا کافی وشافی جواب دیا ہے۔

ایک اور عراقی شخص جمیل آفندی نے بھی کچھ الزامات اور بہتان جمع کئے اور شیخ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا بھی مدلل جواب بنام "الضیاء الشارق فی رد شبہات الماذق المارق" لکھا اور سب الزامات کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

10961

تصنیفات

امام الدعوۃ رحمہ اللہ نے کئی رسائل و کتب تصنیف کئے جو سب کے سب دلائل قرآنیہ و براہین حدیثیہ سے مزیّن و آراستہ ہیں۔ سب سے پہلے آپ کی یہی کتاب التوحید معرکۃ الآراء ہے۔

(۱) کتاب التوحید الذی ھو حق اللّٰہ علی العبید ہے

جس کا تعارف ہو چکا ہے۔

(۲) کشف الشبہات

یہ کتاب التوحید کا تتمہ ہے۔ جس میں مخالفین کے شبہات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ کئی بار طبع ہو چکی ہے، ان دو کتابوں کے بعد بھی سلسلہ تصنیف و تالیف جاری رہا۔

(۳) الاصول الثلاثۃ و ادلتھا

اس رسالے میں تین اہم اصول بیان کئے ہیں۔

(۱) معرفۃ الرب

(۲) معرفۃ الدین

(۳) معرفۃ النبی

یہ سوال و جواب کی نوعیت پر بیان کئے گئے ہیں گویا کہ دعائے مسنون "رضیت باللّٰہ رباً، وبالاسلام دیناً، وبمحمد نبیاً" کی تفسیر و توضیح ہے اور قبر میں ہونے والے تین سوال کہ،

من ربك ؟ "تیرا رب کون ہے؟"

ومن نبیك ؟ "تیرا نبی کون ہے؟"

وما دینك ؟ "تیرا دین کیا ہے؟"

کے صحیح جواب دینے والوں کا عقیدہ بیان کیا ہے یہ رسالہ بھی کئی بار چھپ چکا ہے۔

(٤) تفسیر کلمۃ توحید

اس رسالہ میں " لاالہٰ الا اللہ " کی مختصر مگر جامع اور آسان تشریح کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہی کلمہ کفر اور اسلام میں حد فاصل ہے اور کلمۃ التقویٰ، العروۃ الوثقیٰ بھی یہی ہے اور یہی وہ کلمہ باقیہ ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کے لئے چھوڑا ہے۔

(٥) اربع قواعد من الدین تمیز بین المؤمن والمشرکین ،

اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملت ابراہیمیہ حنیفیہ شرک سے بالکل پاک ہے اس کی معرفت چار قواعد پر مبنی ہے۔

اوّل: یہ کہ جن کفار سے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو خالق رازق، محی، ممیت، نافع، ضار، اور مدبر الامور مانتے تھے مگر صرف اسی عقیدہ کی بناپر ان کو مسلمان نہیں سمجھا گیا۔

دوم: یہ کہ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ ہم نے جن کو اللہ کا شریک بنایا وہ صرف اس لئے کہ ان کی معرفت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے حق میں شفاعت کریں گے۔

سوم: یہ کہ اس وقت مشرکین کئی قسم کی اشیاء کی پرستش کرتے تھے۔ جاندار، بے جان، شجر و حجر، شمس و قمر، انبیاء، صلحاء اور ملائکہ وغیرہ کی۔ رسول اللہ ﷺ نے سب سے یکساں قتال کیا اور کوئی فرق نہیں کیا۔

چہارم: ہمارے دور کے مشرک ان سے بڑھ کر ہیں وہ تکلیف اور غم میں دوسروں کو بھلا کر صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے اور آرام و خوشی کے وقت دوسروں کو شریک کرتے تھے اس کے برعکس اب کے لوگ ہر وقت شدت و رخاء میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔

ان چار قواعد کو سمجھنے کے بغیر اقامت ملت حنیفیہ ممکن نہیں ہے۔

(٦) تلقین اصول العقیدۃ للعامۃ

اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس پر دلائل ذکر کئے ہیں۔ اور ایمان و اسلام

کے اصول اور نبوت پر ایمان اور بعث بعد الموت پر یقین رکھنا بیان کیا گیا ہے۔

(۷) ثلاث مسائل

اس میں تین اہم مسئلے بیان کئے گئے ہیں:

(۱) ہم بیکار پیدا نہیں ہوئے شریعت اسلامیہ پر عمل سے جنت ملے گی اور شریعت کی مخالفت سے جہنم۔

(۲) شریعت اسلامیہ میں سب سے بڑا اور مہتم بالشان کام توحید ہے۔

(۳) موحد انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے منکرین اور مخالفین کے ساتھ دوستی نہ رکھے۔

(۸) معنی الطاغوت ورؤوس انواعه

اس میں طاغوت کی یہ تعریف کرتے ہیں:

الطاغوت عام لكل ماعبد من دون الله ورضى بالعبادة من معبود او متبوع اومطاع فى غير طاعة الله ورسوله فهو الطاغوت والطواغيت كثيرة ۔

"طاغوت عام ہے اور اس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی اللہ کے سوا بندگی کی جائے اور کسی معبود کی عبادت پر رضامندی کا اظہار کیا جائے یا اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی متبوع یا مطاع کی اطاعت کی جائے یہ سب طاغوت میں شامل ہے اور طواغیت بہت سے ہیں۔"

اس کے بعد بڑے بڑے طواغیت کو شمار کیا ہے، جیسے شیطان، ظالم حاکم، شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے والے، علم غیب کے مدعی، اپنی پرستش پر راضی رہنے والے افراد۔

(۹) الاصل الجامع لعبادة الله وحده

اس میں یہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب ایسا جامع اصول ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت ہو سکتی ہے۔

(١٠) ستة مواضع من السيرة:
اس میں سیرت و تاریخ کے وہ چھ ادوار ذکر کیے ہیں جن میں ایک داعی الی اللہ کے لئے رہنمائی ہے۔
انذار، اہل شرک کی تردید، غیر اللہ کو وسیلہ بنانے کی مذمت، قریب ترین اور عزیز چچا ابو طالب کے حق میں استغفار سے روکنا ہجرت کا قصہ، واقعہ ردہ جس میں سب لوگ آپ کے منکر نہ تھے، تاہم سب کے ساتھ اہل اسلام نے جنگ کی۔

(١١) مسائل الجاهلية
اس میں ان (١١٩) امور کا ذکر کیا گیا ہے جو قبل از اسلام دور جاہلیت میں مروج تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت اور تردید کی جس سے اہل حق اور باطل میں تمیز ہوئی۔

(١٢) نواقض الاسلام
اس میں وہ امور ذکر کیے ہیں جو اسلام کے منافی ہیں یہ رسائل ایک مجموعہ کی صورت میں طبع ہو چکے ہیں جس کا نام "الجامع الفرید" ہے۔

(١٣) فضل الاسلام
اس میں اسلام کے شرائط اور بدعت و شرک کی برائیوں کو واضح کیا گیا ہے۔

(١٤) كتاب الكبائر
اس میں کبیرہ گناہوں کو ابواب کی صورت میں بیان کیا ہے۔

(١٤) نصيحة المسلمين
اس میں اسلامی شعبوں کو ابواب کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

(١٥) اصول الايمان
اس میں مختلف ابواب احادیث ایمان کی تشریح کی ہے۔
مذکورہ چار رسائل "مجموعۃ الحدیث النجدیہ" میں درج ہیں یہ مجموعہ متعدد بار طبع ہوا ہے آخری طبع ١٣٨٩ھ میں ہوئی۔

(۱۶) تفسیر بعض سور القرآن

سورۃ فاتحہ کی عالمانہ لیکن مختصر تفسیر ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ محبت، خوف، امید اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ نیز اس میں باطل فرقوں کا رد بھی ہے، توحید ربوبیت توحید الوہیت اور توحید صفات کا مختصر خاکہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۱۷) احکام الصلوٰۃ

اس میں نماز کے شروط، ارکان، واجبات، مبطلات، وضو کے فرائض، شروط اور نواقض بیان کئے ہیں۔

(۱۸) مختصر سیرۃ الرسول ﷺ

یہ کتاب ۱۳۸۷ھ میں طبع ہوئی، اس میں رسول اللہ ﷺ کا نسب آخری زندگی تک کے واقعات، غزوات اور سیرت کو بیان کیا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ تک خلفاء کے حالات باختصار ذکر کئے ہیں۔

(۱۹) الھدی النبوی

علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی یادگار مایہ ناز "کتاب زاد المعاد" کا اختصار ہے یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے۔

ان کے علاوہ شیخ رحمہ اللہ کے کئی خطوط اور متفرق مضامین ہیں جو الدرر السنیہ میں درج ہیں۔ سب میں توحید و سنت کی طرف دعوت ہے۔ ان میں آیات واحادیث مذکور ہیں۔ گویا علمی دریا بہہ رہا ہے یہی آثار شیخ رحمہ اللہ کی یادگار ہیں، علماء اور عوام سب نے استفادہ کیا اور اپنے سینوں کو ہدایت سے منور کیا۔

فائدہ:

شیخ موصوف رحمہ اللہ راقم الحروف کے تین واسطوں سے استاذ ہیں۔ علامہ شیخ محدث ابو محمد عبد الحق بہاول پوری مہاجر مکی مدرس الحرم الشریف المتوفی ۱۳۹۲ھ نے

جو اجازت روایت عطا فرمائی تھی اس میں صحیح بخاری کی ایک سند یوں ذکر کرتے ہیں۔

اخبرنا احمد بن عبد اللّٰہ بن سالم البغدادی عن عبد الرحمن بن حسن ابن محمد بن عبد الوھاب عن جدہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوھاب النجدی الدرعی۔

وفات:

آپ آخر وقت تک تبلیغ، درس، دعوت وارشاد میں منہمک رہے اور ماہ ذیقعدہ ۱۲۰۶ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالم بقا کو روانہ ہو گئے۔

رحمہ اللّٰہ رحمۃً واسعۃً واسکنہ جنت الفردوس ورفع درجاتہ ورزقہ لذۃ النظر الی وجہہ الکریم۔

اولاد:

وفات کے وقت شیخ رحمہ اللہ نے اپنے پیچھے چار بیٹے چھوڑے

① حسین: المتوفی ۱۲۲۴ھ یہ سب سے بڑے اور والد کے جانشین سمجھے جاتے تھے، درعیہ کے قاضی اور جامع مسجد کے پیش امام تھے ان کے بیٹے علی، احمد، حسن، عبد الرحمٰن، عبد الملک سب عالم باعمل تھے۔

② عبد اللہ المتوفی ۱۲۴۳ھ: یہ صاحبِ علم اور لائق مصنف تھے حسین کے بعد آپ ہی ان کے جانشین ہوئے بڑے مجاہد تھے ۱۲۳۳ھ کے آخر میں جیل میں شہادت پائی۔

آپ نے کتاب التوحید کی ایک شرح بھی لکھی تھی مگر نامکمل رہی ان کی دوسری تصنیف "کتاب التوضیح عن توحید الخلاف" ہے جو ۱۳۱۹ھ میں طبع ہو چکی ہے، ان کے دو بیٹے سلیمان اور علی سقوط درعیہ کے وقت شہید ہوئے۔

③ علی: یہ بھی علم، زہد، اور تقویٰ میں ممتاز تھے، علوم دینیہ پر کافی دسترس تھی، آپ کے لئے عہدہ قضا پیش کیا گیا مگر تقوی نے اجازت نہ دی اور انکار فرمایا، کم سنی میں

فوت ہوئے آپ کے بیٹے محمد بن علی علم میں مشہور و معروف تھے، لوگوں کی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے۔

④ ابراہیم المتوفی ۱۲۲۴ھ : یہ بھی صاحب علم تھے، کتاب التوحید درسا پڑھاتے تھے، عہدہ قضاء سے الگ رہے ۱۲۲۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ کا ایک اور بیٹا حسن بھی تھا جو آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔

ان کے بڑے صاحبزادے شیخ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ مصنف "فتح المجید" تھے ان کا سوانحی خاکہ ملاحظہ فرمائیے:

امام الموحدین العلامۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ:

العالم الفاضل الورع الکامل المحدث الفقیہ العلامۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن بن الشیخ محمد بن عبدالوہاب النجدی الدرعی۔

ولادت ونشأت

۱۱۹۳ھ میں اپنے آبائی شہر درعیہ میں پیدا ہوئے۔ اسی خاندانی گھر میں آپ کی پرورش اور تربیت ہوئی، اپنے دادا امام الدعوۃ سے کتاب التوحید ابواب السحر تک پڑھی۔ کتاب آداب المشی الی الصلوۃ کا کچھ حصہ بھی پڑھا آپ کی مجالس علمیہ میں بیٹھ کر استفادہ کیا، جن میں صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث اور فقہ کے درس ہوئے تھے۔

شیوخ

آپ کے کئی اساتذہ ہیں جن سے علم حاصل کیا جن میں سے چند قابل ذکر ہیں، اپنے جد امجد کے علاوہ اپنے اعمام عبداللہ ، علی اور حسن سے حدیث اور فقہ کے دروس حاصل کئے، نجد کے دوسرے علماء سے بھی کسب علم کیا، مثلاً:

شیخ احمد بن ناصر سے مختصر الشرح اور مقنع پڑھی۔

شیخ عبداللہ بن فاضل سے سیرۃ النبویہ پڑھی۔

شیخ عبدالرحمٰن بن خمیس سے شرح الشنشوری فی الفرائض کی تعلیم حاصل کی۔

شیخ احمد بن حسن بن رشید سے شرح الجزریہ پڑھی۔
شیخ ابو بکر حسین بن غنام سے شرح الفا کہی المیمیہ فی النحو پڑھی، آپ نے نجد کے علاوہ دوسرے علماء سے بھی تعلیم حاصل کی۔
شیخ الحسن القوینی المصری سے شرح جمع الجوامع فی الاصول المحلی اور مختصر السعدی فی المعانی والبیان پڑھی، اور انہوں نے آپ کو اپنی جمیع مرویات کی اجازت دی اور شیخ عبد اللہ بن سالم البصری کا ثبت اوائل الکتب عطا کیا۔
شیخ عبد الرحمٰن الجبرتی سے مسلسل بالاولیہ[1] بمع جمیع مرویات کی اجازت حاصل کی۔
شیخ عبد اللہ بن سودان جو کہ مصر میں آپ کے سب سے بڑے استاد ہیں ان سے بھی تمام روایات اور شیخ عبد اللہ بن سالم کے ثبت کی اجازت حاصل کی۔
مفتی الجزائر محمد بن محمود الجزائری الاثری، جو ماہر علوم اور پختہ عقیدہ کے مالک تھے سے صحیحین کا کچھ حصہ من طریق ابن سعاد اور الاحکام الکبریٰ للامام عبد الحق الاشبیلی کا پڑھا اور ان سے بھی حدیث مسلسل بالاولیہ اور جمیع مرویات کی اجازت حاصل کی۔
شیخ القراء بمصر ابراہیم العبیدی جن کے پاس قراء سبعہ تک متصل سند تھی ان سے اول القرآن الکریم پڑھا۔
شیخ احمد بن سلمون حسن الخلق، تواضع، ماہر علم القراءۃ کے پاس بھی قراء سبعہ تک اسانید متصلہ تھیں، شارح موصوف ان کے خاص تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، ان سے قرآن کریم اور الشاطبیہ شرح الجذریہ پڑھی۔

---

[1] یعنی جس میں ہر راوی اپنے شیخ کے متعلق کہتا ہے کہ وھو اول حدیث سمعتہ منہ' اور یہ حدیث معروف ہے جس کا متن یہ ہے:

"الراحمون یرحمھم الرحمن تبارك و تعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء"

اکثر علماء نے اس کو اپنے اثبات میں ذکر کیا ہے مثلاً عبد اللہ بن سالم البصری' محمد عابد السندی الشوکانی النخلی او السنبھلی وغیر ھم۔

شیخ یوسف الصاوی سے شرح الخلاصہ لابن عقیل کا اکثر حصہ پڑھا۔
شیخ ابراہیم البیجوری سے شرح الخلاصہ للاشمونی باب الاضافۃ تک پڑھا۔
شیخ محمد الدمنہوری سے جامعہ ازہر میں الاستعارات الکافی فی علمی العروض والقوافی پڑھیں، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تلامذہ

آپ کے جد امجد کی طرح آپ سے بھی کئی لوگوں نے علم حاصل کیا، آپ کے فرزند شیخ عبداللطیف کے علاوہ آپ کے خاندان کے کئی افراد آپ کے تلامذہ ہیں تین چچازاد بھائی۔

شیخ حسن بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب۔
شیخ عبدالملک بن حسن بن شیخ محمد بن عبدالوہاب
شیخ عبدالرحمٰن بن الشیخ محمد بن عبدالوھاب
چچازاد بھائیوں کے لڑکے
شیخ حسن بن حمد بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب
شیخ عبدالعزیز بن محمد بن علی بن محمد بن عبدالوہاب
شیخ عبداللہ بن حسن بن حسین بن محمد بن عبدالوہاب

کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔اسی طرح

شیخ عبدالعزیز بن عثمان بن عبدالجبار بن شبانہ
شیخ عبدالرحمٰن بن احمد النمیری
شیخ عبداللہ بن جبر
شیخ حمد بن عتیق
شیخ محمد بن سلطان
شیخ عبدالعزیز بن حسن بن یحیٰ
شیخ محمد بن ابراہیم بن عجلان

شیخ محمد بن عبدالعزیز
شیخ عبدالرحمٰن بن عدوان
شیخ محمد بن ابرہیم بن سیف
شیخ عبداللہ بن علی بن مرخان
شیخ علی بن عبداللہ بن عیسیٰ
شیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن مانع
شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی
شیخ محمد بن عبداللہ بن سلیم
شیخ محمد بن محمد بن سلیم

آپ کے تلامذہ کا شمار مشکل ہے کیونکہ آپ تا وفات درس وتدریس اور تعلیم میں مصروف رہے، تقبل اللہ منہ بقبول حسن۔

عادات واطوار

آپ علم پڑھنے اور پڑھانے کی رغبت کے ساتھ ساتھ دائم العمل، کثرت عبادت، خوش خلقی احسان، نیکی، نرمی، رحم دلی، سخاوت، کم گوئی، وقار، اور سنجیدگی جیسی صفات حسنہ کی منہ بولتی تصویر تھے، آپ کا تعلیمی طریقہ اتنا سہل اور مؤثر ہوتا تھا کہ طلبہ تھوڑے ہی عرصہ میں اچھے علمی مقام پر فائز ہو جاتے تھے۔ علامہ ابن بشر مصنف عنوان المجد نے حوادث ۱۲۴۱ھ میں آپ کو ان القاب سے ذکر کیا ہے۔

الشیخ العالم، البحر الزاخر، الغزیر، مفیدا لطالبین، المحفوف بعنایة رب العالمین، جامع انواع العلوم الشرعیه، ومحقق العلوم الدینیه والاحادیث النبویه، والآثار السلفیه، وارث العلم کا براعن کابر بالذی صارت الاصاغر بافادته شیوخاً، اکابر قاضی قضاة الاسلام والمسلمین، مفتی فرقة الانام الموحدین، ناصر سنة سید المرسلین، الموفق للصواب فی الجواب ـ آه

علامہ ابراہیم بن صالح نجدی مؤلف "عقد الدرر" یوں ذکر کرتے ہیں:

الشیخ الامام العالم الفاضل، القدوة، رئیس الموحدین، قامع الملحدین، کان اماماً بارعاً، محدثاً فقیهاً، ورعا نقیاً تقیاً صالحاً له الید الطولی فی جمیع العلوم الدینیه۔ آه

آپ کا ذکر خیر

"ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون" لاسماعیل باشا البغدادی جلد۲ صفحه ۱۷۲ اور الاعلام للزرکلی:٤:٧٥،٧٦، معجم المؤلفین لعمر رضا کحاله جلد٥ صفحه١٣٥ اور فهرس المولفین باالظاهرية وغیرہ کتابوں میں بھی ملتا ھے۔

تصنیفات

سب سے زیادہ مشہور و معروف اور آپ کے علمی تبحر کی خبر دینے والی کتاب

(۱) فتح المجید شرح کتاب التوحید

جس کا تفصیلی ذکر ہو چکا ہے اور جس کا ترجمہ ناظرین کرام کے ہاتھوں میں ہے۔ نیز کتاب التوحید پر آپ کے حاشیہ

(۲) قرة عیون الموحدین

کا بھی ذکر ہوا۔ ان کے علاوہ آپ نے یہ کتابیں لکھیں۔

(٣) کتاب الرد علی داؤد بن سلیمان بن جرجیس

(٤) کتاب الایمان

(٥) کتاب الرد علی اهل البدع

(٦) کتاب الرد علی عثمان بن منصور

(٧) مجموعه رسائل

(٨) فتاویٰ

فائدہ

آپ راقم الحروف کے دو واسطوں سے استاذ ہیں، جیسا کہ امام الدعوۃ رحمہ اللہ کے حال میں گزر چکا ہے۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

وفات

آپ دین متین کی خدمت کرتے ہوئے مؤرخہ ۱۱، ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ ہفتہ کی شام کو دار الفنا کو الوداع کر کے دار البقا کو روانہ ہوئے۔ تغمدہ اللہ تعالیٰ برحمتہ الواسعۃ۔

چودھویں صدی ہجری

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی
ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے مناسب سمجھا کہ قرن حاضر کو بھی نہ بھولنا چاہئے کیونکہ اس میں بھی کئی ایسی شخصیات گزری ہیں، جنہوں نے توحید کی قلمی خدمت کی ہے جس سے اہل حق کی راہ ہموار ہوتی رہی ہے اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ صدی رواں بالکل خالی گئی ہے۔

نالہ اگر کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بلبل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چمن میں ہیں

رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی غلط ثابت نہیں ہو سکتی اس صدی میں بھی علمائے دین اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ جس میں سے بعض ملاقاتیں بھی ہوئیں اور بعض سے علمی استفادہ کیا۔

صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ نقشے یاد ہیں
کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشاں ہوگئیں

سید نذیر حسین دہلوی

شیخ الکل ، امام المتقین ، سیدالمحدثین ، تاج الفقهاء، علم العلماء، جامع العلوم النقلیه والعقلیه، ناصر السنة النبوية ، عمدة العاملین ، زبدة الکاملین، حجة الله على الخلق مجدد القرن، الامام المحدث الفقيه الاصولی الشيخ شیخنا السيد نذير حسين بن جواد بن على بن نعمة الله الحسینی الدهلوی الملقب به میاں صاحب المتوفی ۱۳۲۰ھ نصف صدی سے اوپر خدمت کا یہ نتیجہ ہے کہ اس وقت سب اہل توحید کا سلسلہ تلمذ آپ سے جاملتا ہے۔ آپ نے مندرجہ ذیل تصانیف یادگار چھوڑیں

(۱) ثبوت الحق الحقیق

(۲) فلاح الولی باتباع النبی

(۳) رسالہ فی ابطال عمل المولد

سید رشید الدین شاہ راشدی

ہمارے پر دادا جناب الداعی الی اللہ، المجاہد فی سبیل اللہ حامی السنۃ ماحی البدعۃ، جامع العلوم، صاحب فیوض و کمالات مجسمہ سنت، پیکر اخلاق، السید رشید الدین شاہ بن السید محمد یاسین شاہ بن السید محمد راشد شاہ الراشدی الحسینی المتوفی ۱۳۱۷ھ نے اپنی پوری عمر دین کی خدمت اور دعوت الی الحق میں صرف کر دی۔ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جماعت تیار کی اور ان سے بیعت لی، آپ نے سندھی زبان میں رسالہ بنام توحید نامہ لکھا جس میں آیات واحادیث کا دریا بہادیا ہے جس سے سندھ کے گوشے گوشے میں توحید پھیلنے لگی، کئی پوجاریوں اور بدعتیوں نے توبہ کی اور آپ کے حلقہ اہل توحید میں داخل ہوئے نیز آپ نے اسماء اللہ الحسنٰی کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا۔

علامہ شیخ فتح محمد نظامانی نے تفسیر مفتاح رشد اللہ کے مقدمہ میں آپ کو مجدد

القرن الرابع عشر شمار کیا ہے۔

سید رشد اللہ شاہ راشدی

جد امجد، عالم ربانی محدث حقانی، حامی الشریعۃ، قامع البدعۃ مرجع العلماء زین الکملاء ابو تراب السید رشد اللہ شاہ الراشدی المتوفی ۱۳۴۰ھ علامہ مخدوم محمد عثمان نورنگ زادہ نے مقدمہ تفسیر تنویر الایمان میں آپ کا ان القاب سے ذکر کیا ہے:

"فاضل اجل بے عدیل، مفسر آیات قرآنی، محدث لاثانی، فقیہ ربانی، مجمع اشتات علوم نقلیہ منبع فہوم عقلیہ، وارث علوم رسول اللہ آیت من آیات اللہ، داعی الخلق الی اللہ"

آپ کی تصانیف کثیر تعداد میں ہیں۔ توحید باری تعالیٰ میں آپ کی مندرجہ ذیل کتب قابل ذکر ہیں:

(۱) الاعتناء بمسئلة الاستواء

اس میں ثابت کیا ہے کہ سلف کا مسلک اسلم واعلم اور احکم ہے اور ابن حجر ہیثمی نے جو کچھ مؤولین کی تائید میں لکھا ہے اس کی تردید کی ہے،

(۲) کشف الریب عن مسئلة علم الغیب

اس میں کتاب وسنت اور اقوال فقہاء سے ثابت کیا ہے کہ علم غیب صرف اللہ ہی کی صفت ہے جس میں کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں۔

(۳) المعونة الصمدیه فی رد اوهام الهدیة الاسدیه

سید اسد اللہ شاہ ٹکھڑائی نے ایک رسالہ انبیاء اور اولیاء کو غیب دان ثابت کرنے کے لئے لکھا تھا۔ یہ کتاب اس کی تردید میں لکھی ہے۔

(۴) الفارقة بین اهل اللّٰه والمارقة

اس کتاب میں مصنوعی پیروں کی تردید ہے۔ آپ کا چچازاد بھائی سید نصر اللہ شاہ بن ہدایت اللہ شاہ بن سید محمد یسین شاہ بن سید محمد راشد شاہ الراشدی وجودی اور ہمہ

او ستی مسلک رکھتا تھا۔ جد امجد کا اس کے ساتھ چند سالوں تک تحریری مناظرہ ہوتا رہا اور سننے میں آیا ہے کہ سید موصوف بالآخر اس غلط عقیدہ سے توبہ کرکے صحیح عقیدہ سلفیہ کی طرف راجع ہوئے۔ جد امجد نے اس کے رد میں جو رسائل لکھے، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

(۱) ردو دعباد الوجود

سید موصوف کے رسالہ مجمل العلوم کے جواب میں ہے۔

(۲) المجاھدۃ فی رد المجاھدۃ

(۳) فیض الودود اتم من فیض الوجود

یہ دونوں رسالے مشاہدۃ الوجود اور فیض الوجود سید نصر اللہ شاہ نے لکھے تھے، آپ نے ان کا رد لکھا تھا۔

سید احسان اللہ شاہ راشدی

ہمارے والد ماجد الداعی الی السنۃ، الناہی عن البدعۃ المحدث النقاد، العارف بالعلل والرجال، العابد الزاہد المتقی، ابو محب اللہ احسان اللہ شاہ الراشدی، المتوفی ۱۳۵۷ھ آپ کو شیخنا ابو محمد عبدالحق الہاشمی البہاولفوری المکی رحمہ اللہ فن اسماء الرجال میں امام الوقت مانتے تھے۔ آپ نے اپنی آبائی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے توحید و سنت کو سندھ کے چپہ چپہ میں پھیلایا اور کئی بار مناظرے ہوئے کسی طعن و تشنیع کی پرواہ نہیں کی، ہر طمع ولالچ کو لات ماردی اور باوجود حریفان وقت کی طرف سے طرح طرح کی مشکلات اشاعتِ سنت کی طرف قدم بڑھاتے رہے۔

مہر و وفا میں یار نے جب امتحان لیا

سب عاشقوں میں نمبر اول ہم ہی رہے

سرزمین نجد و حجاز میں جب قبے اور غیر شرعی اونچے مزارات گرائے گئے تو اس وقت توحید کے مخالفین کا طیش میں آنا ناگزیر تھا، کاش جو حالت اس وقت سندھ کی تھی وہ قارئین کرام دیکھتے اور تو اور فرضی نمازوں کے بعد ذکر و وظائف کے بجائے

مبتدعین معاندین کا مشغلہ یہ تھا کہ امیر المومنین امام المسلمین ملک المملکۃ العربیۃ السعودیۃ عبد العزیز بن عبد الرحمٰن بن سعود ودیگر علماء وحکام نجد کو گالیاں دیتے اور لعنت بھیجتے تھے ان کو ذکر الٰہی بھولا ہوا تھا، یہی ان کا ورد ووظیفہ تھا اور اس آیت کریمہ کا مصداق تھا:

﴿ إِنَّهُۥ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِى يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَٱتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰٓ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِى وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾ ﴾ (المؤمنون ۲۳/۱۰۹-۱۱۰)

"تم وہی لوگ تو ہو کہ میرے کچھ بندے جب کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم ایمان لائے ہمیں معاف کردے ہم پر رحم کر تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے تو تم نے ان کا مذاق بنالیا، یہاں تک کہ ان کی ضد نے تمہیں یہ بھی بھلادیا کہ میں بھی کوئی ہوں اور تم ان پر ہنستے رہے۔"

ایسے وقت میں والد ماجد نے سندھی زبان میں ایک مختصر رسالہ لکھا، جس میں آیات واحادیث کو جمع کیا، اور اقوال سلف کو بھی ذکر کیا کہ جو کچھ امام المسلمین نے کیا ہے وہی عین شریعت الٰہی اور عقیدہ سلف صالحین اور اہل حق کے موافق ہے پھر سندھ کے مختلف حصوں میں اپنے نمائندوں کے ہاتھ رسالہ تقسیم فرمایا اور پڑھ کر لوگوں کو سنایا، اس کے بعد یہ آگ ٹھنڈی ہوئی، اور کافی لوگوں کے دل سے جو انگریزوں نے وہابیت سے نفرت ڈالی تھی وہ کم ہوئی اور پھر سے وہ معدودے چند علماء جو توحید کے حامی تھے ان کے لئے توحید وسنت پر وعظ وارشاد کرنے کا موقع فراہم ہوا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری

رئیس المفسرین، شیخ المحدثین، امام المناظرین ابن تیمیہ زماں شوکانی دوراں، سردار اہل حدیث فی الہند شیخنا الشیخ الامام المتقی النقی العالم العامل الورع الکامل محب السنۃ محسود اہل البدعۃ، بقیۃ السلف عمدۃ الخلف، مجدد القرن، ابو الوفاء ثناء اللہ بن محمد خضر الکشمیری الاصل ثم الامرتسری المتوفی ۱۳۶۷ھ کی دینی خدمات کو اگر لکھنا شروع

کردوں توخود مجھے معلوم نہیں کہ قلم کہاں جاکر رکے گا۔

ع اولئك آبائی فجئنی بمثلهم

آپ کی 'توحید پر بے شمار تصانیف ہیں جن میں سے

(۱) شمع توحید

(۲) کلمہ طیبہ

(۳) مسلک اہل الحدیث

معروف ہیں جملہ باطل فرقوں آریہ عیسائی، قادیانی، اور چکڑالوی وغیرہ سے صرف مناظرے ہی نہیں کئے بلکہ ان کی تردید میں کئی کتابیں لکھیں۔ چالیس سال سے زیادہ عرصے تک بلاناغہ ہفتہ وار اخبار بنام "اہل حدیث" نکالتے رہے جس میں توحید وسنت کی طرف دعوت اور شرک وبدعت کی مذمت کے ساتھ ساتھ فرقہ مبتدعہ وباطلہ کی پرزور تردید ہوتی رہی۔

نواب صدیق حسن صاحب

نواب معلیٰ القاب مرجع العلماء وعمدة الکملاء ومنبع الفیوض الرحمانیه ناشر السنة النبویه، المحدث الفقیه العلامه السید صدیق بن حسن بن علی الحسینی البخاری القنوجی البوفالی المتوفی ۱۳۰۷ھ کی شہرۂ آفاق ہستی نے ہر فن میں کتابیں لکھیں۔ عقائد اور توحید میں آپ کی کئی کتابیں معروف ہیں مثلاً

عربی زبان میں

(۱) الدین الخالص

جو پہلے پہل ہند میں پھر عرب میں چھپی ہے اور اکثر کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہے۔

(۲) الانتقاد الرجیع فی شرح الاعتقاد الصحیح

(۳) مقتطف فی بیان عقیدة اهل الاثر

(٤) قصد السبيل الى ذم الكلام والتاويل

(٥) مسلك السعادة فى افراد الله بالعبادة

(٦) اللواء المعقود لتوحيد الرب المعبود

(٧) المعتقد والمنتقد

(٨) الجواز والصلات فى جميع الاسامى والصفات

فارسی زبان میں:

(١) المقالة الفصيحة فى الوصية والنصيحه

(٢) ترجمة شرعة الاسلام

اردو زبان میں :

(١) الاحتواء على مسئلة الاستواء

(٢) النصح السديد لوجوب التوحيد

(٣) مراد المريد لاخلاص التوحيد

(٤) منهاج العبيد الى معراج التوحيد

(٥) الانفكاك عن مراسم الاشراك

آپ کی تصانیف اہل علم کے ہاں بڑا مقام رکھتی ہیں۔

شيخنا العلامة بيهقى الوقت شيخ الحديث الفقيه النبيه الاديب الا ريب الشيخ ابو سعيد شرف الدين بن امام الدين الدهلوى المتوفى ١٣٨١ھ نے شرکیہ دم جھاڑ کی تردید میں "کتاب الاکراہ" لکھی۔

نواب عالی جناب، عالم باعمل، فقیہ وقت، محبّ السنۃ وحید الزمان بن مسیح الزمان الدکنی المتوفی ١٣٣٨ھ نے "الانتباہ فی مسئلۃ الاستواء" لکھی۔

علامہ وقت شیخ مولا بخش گزدر بن یاسین جودھپوری المتوفی ١٣٢٥ھ نے "رسالہ التوحید" لکھا۔

آپ کے فرزند علامہ ابوسعید عبدالغنی المتوفی ١٣٤١ھ نے بھی بدعت کے رد میں

ایک کتاب لکھی۔

حافظ عبداللہ روپڑی

شیخنا العلامہ المحدث، استاذ العلماء- افضل الفضلاء الصابر الصائم، الشیخ الحافظ عبد اللہ بن روشن دین الروبری الامر تسری اللاهوری المتوفی ١٣٨٤ھ نے توحید پر کافی کتابیں لکھیں جن میں:

(۱) توحید الرحمٰن بجواب استمداد از عباد الرحمٰن

(۲) زیارت قبر نبوی ﷺ

(۳) بکرادیوی

(۴) امامت مشرک

(۵) کلمہ توحید

(۶) وسیلہ بزرگاں

(۷) شرکیہ دم جھاڑ میں فیصلہ کن بحث

(۸) سماع موتی

(۹) ٹھیٹھ اسلام

مشہور ہیں نیز آپ کا ہفتہ وار جریدہ "تنظیم اہل حدیث" سالہا سال سے توحید وسنت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اس وقت آپ کا بھتیجہ علامہ محترم حافظ عبد القادر روپڑی[1] اسے چلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ دیر تک اس پرچہ کو آباد وشاد رکھے۔ آمین

علامہ حافظ عبد الجبار بن بدر الدین عمر پوری المتوفی ۱۳۳۴ھ نے "صمصام التوحید فی رد التقلید" لکھی۔

[1] لیکن کچھ عرصہ ہوا حافظ صاحب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور اب یہ پرچہ ان کے فرزند اور رفقاء چلا رہے ہیں- (از ناشر)

مولانا محمد جوناگڑھی

سیف اللہ الباہر واسد اللہ القاہر، خطیب اہل الحدیث، معین الحق، مدحض الباطل، زین اہل القلم الشیخ العلامہ محمد بن ابراہیم بن محمد جوناگڑھی المتوفی ۱۳۶۰ھ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کی تصانیف پورے پاک وہند میں زبان زد خاص وعام ہیں مسئلہ توحید پر آپ کی درج ذیل کتب قابل ذکر ہیں:

- توحید محمدی
- عقائد محمدی
- عقیدہ محمدی
- میلاد محمدی
- قبروں پر پھول
- کتاب الاکراہ

آپ کا "اخبار محمدی" ایک طویل عرصہ تک توحید وسنت کی اشاعت کرتا رہا جس سے اہل شرک وبدعت کے مکر ودجل کے گریبان چاک ہوتے رہے مجھے یاد ہے کہ بچپن کا زمانہ تھا کہ والد بزرگوار کی طرف یہ اخبار میرے ہی نام پر آتا تھا۔

دل میں اک درد اٹھا آنکھ میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا!

علامہ محمد بشیر سہسوانی

شیخ المشائخ وحید الدہر، محدث العصر، مجسم تقویٰ، العالم الفاضل، عامل کامل شیخ العلام محمد بشیر بن بدر الدین السہسوانی المتوفی ۱۳۰۶ھ نے کتاب:

صيانة الانسان عن وساوس الشيخ دهلان

لکھی۔ جس نے اہل بدعت کے حلقوں میں تہلکہ مچادیا، نیز حدیث شد الرحال کے بارے میں آپ کے تین رسائل مشہور ہیں:

(۱) القول المحكمه

(۲) القول المنصور

(۳) السعی المشکور

علامہ شیخ حمید اللہ بن محمد خلیل سراہ والے المتوفی ۱۳۳۰ھ نے کتاب "خطبات توحید" تحریر فرمائی۔

علامہ سید امیر احمد بن سید امیر حسن محدث فاضلی المتوفی ۱۳۰۶ھ نے تقویۃ الایمان کی حمایت میں کتاب "نقض الاباطیل فی الذب عن الشیخ اسماعیل" لکھی۔

علامۃ الزمان ، محدث الاوان، بطل الابطال، عدیم النظیر والمثال الشیخ ابو القاسم سیف البنارسی المتوفی ۱۳۶۹ھ نے

(۱) رمی الجمرتین علی شاك كلمة الشهادتين

(۲) لواء الاسلام لکھیں۔

علامہ محمد شکر اللہ میرٹھی الواعظی المتوفی ۱۳۱۵ھ نے تقویۃ الایمان کی تائید میں" العجالة في ازالة الازالة " لکھی۔

فخر المحدثین، حافظ الوقت، عالم بے بدل، عامل بے مثل، الشیخ الکبیر، ابو العلی عبد الرحمٰن بن الحافظ عبد الرحیم المبارکفوری المتوفی ۱۳۵۳ھ نے "خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون "تصنیف فرمائی۔

علامہ ابو المکارم محمد علی بن میاں حسام الدین المتوفی ۱۳۵۳ھ نے مولود و قیام کی تردید میں کتاب "فراسۃ المؤمنین" لکھی۔

شیخ محمد سعید بن صبغۃ اللہ المدارسی المتوفی ۱۳۰۴ھ نے عقائد میں "کتاب التنبیہ علی التنزیہ" لکھی۔

شیخ محمد المکی الہندی المتوفی ۱۳۳۴ھ نے کتاب فی معنی لا الہ الا اللہ لکھی۔

مناظر لاجواب مقرر باصواب علامۃ الوقت محدث الامۃ المتقی الزاہد شیخ عبد العزیز بن احمد الرحیم آبادی المتوفی ۱۳۳۰ھ نے "صیانۃ المؤمنین عن شر المبتدعین "تصنیف فرمائی آپ کی علمی قدر و منزلت کو اہل علم ہی جانتے ہیں۔

علامہ سید عبد الباری بن سراج الدین السہسوانی المتوفی ۱۳۰۳ھ نے "اعلام الاخیار والاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام" اور "ہدایۃ المبتدعین ترجمۃ القائد الی

العقائد" لکھیں نیز نصاریٰ کے رد میں ایک مبسوط کتاب لکھی۔

مبلغ توحید وسنت، قائم بالامر بالمعروف والنہی عن المنکر، الملازم للعبادۃ الشیخ العلامۃ عبدالرحیم پچھمی المتوفی ۱۳۷۷ھ نے بھی توحید پر ایک کتاب لکھی۔

علامہ شیخ اہل اللہ، ناصر سنت رسول اللہ الحافظ المحدث سراج الدین بن اعظم الماد ھپوری مہاجر کراچی المتوفی ۱۳۸۰ھ نے کتاب "درس توحید" لکھی، نیز آپ کی دوسری کتاب "عقیدہ اہل حدیث" ہے۔

استاذ العلماء معتمد الفقہاء علامہ شیخ عبدالجبار کھنڈیلوی ثم اوکاڑوی المتوفی ۱۳۸۲ھ نے "التبیان فی زیادۃ الایمان والنقصان" تالیف فرمائی۔

مولانا دین محمد وفائی

علامہ شیخ ادیب سندھ صاحب قلم سیال محدث وقت شیخ دین محمد وفائی المتوفی ۱۳۶۹ھ نے تقویۃ الایمان کا سندھی میں ترجمہ "نور الایمان" کے نام کیا۔ نیز کئی سال تک ماہنامہ "رسالہ التوحید" نکالتے رہے جس میں توحید وسنت کے موضوع پر آپ کے اور دیگر علمائے عصر کے مضامین شائع ہوتے رہے جس سے سندھی عوام کو گھر بیٹھے توحید کا وعظ ہوتا رہتا تھا۔

مولانا حاجی احمد ملاح

شاعر سندھ۔ ادیب فاضل، مجاہد وقت سیف اللہ علی اعداءَ فاتح لواری، علامہ الشیخ احمد الملاح البدینوی المتوفی ۱۳۸۹ھ نے سندھی زبان میں کتاب "معرفۃ الالٰہ" لکھی جس میں اپنے عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں توحید کے ثبوت اور شرک کے بطلان میں آیات واحادیث اور اقوال سلف کو جمع کیا، آپ سندھ کے بڑے ممتاز شاعر تھے، آپ کے اشعار نے مشرکین کے حلقوں پر تلوار کی دھار سے زیادہ کام کیا۔ فتنہ لواری (مصنوعی حج) کو بند کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر تھا، آپ کے اشعار کے چند مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں:

* گلشن ہدایت
* فتح لواری
* ہیکڑائی حق

موحدین کے لئے خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

سلیمان بن سحمان النجدی

الشیخ الامام، علم الاعلام سلیمان بن سحمان النجدی المتوفی ۱۳۴۹ھ نے:

(۱) الهدية السنية و التحفة الوهابية النجدية

(۲) تنبيه ذوى الالباب السليمة عن الوقوع فى الالفاظ المبتدعة الوخيمة۔

(۳) كتاب السنة الحداد فى رد شبهات علوى الحداد

(٤) ايضاء الشارق فى رد شبهات الماذق المارق

(٥) تبرئة الشيخين الامامين عن تذوير اهل الكذب والمين

تصنیف فرمائی۔

الشیخ العالم، الصلب فی السنۃ، ناصر العقیدۃ السلفیۃ العلامۃ محمد خلیل ہراس المتوفی ۱۳۹۳ھ نے:

(۱) دعوة التوحيد

(۲) شرح القصيدة النونيه

(۳) شرح الواسطيه

(٤) هذه هى الصوفيه

کتابیں تصنیف فرمائیں۔

شیخ النجد، العلامۃ احمد بن ابراہیم بن عیسی الشرقی المتوفی ۱۳۲۹ھ نے حافظ ابن قیم کے قصیدہ نونیہ کی شرح "توضیح المقاصد و تصحیح العقائد" اور "الرد علی شبہات المستغیثین

لغیر اللہ" لکھیں۔

عالم بے بدل، العلامۃ الفہامۃ محمد یوسف کلکتوی المتوفی ۱۳۹۰ھ نے کتاب "دعوتِ حق" لکھی۔

مفتی الدیار المصریہ الاستاذ محمد عبدہ المتوفی ۱۳۲۳ھ نے رسالہ "التوحید" لکھا

نادرۃ الزمان علامۃ الشیخ حسین الجسر ابوالاحوال الطرابلسی المتوفی ۱۳۲۷ھ نے

(۱) الرسالة الحميديه فى حقيقة الديانة الاسلامية

(۲) حقيقة الشرعية المحمديه لکھیں

علامۃ الشیخ المجاہد ابو بکر محمد بن عارف بن عبد القادر بن محمد بن علی بن خوقیر المکی المتوفی ۱۳۴۹ھ نے

(۱) فصل المقال و ارشاد الضال فى توسل الجهال

(۲) مالابد منه فى امور الدين

(۳) حسن الاتصال بفصل المقال فى الرد على بالبصيل و كمال

(٤) التحقيق فى الطريق

وغیرہ کتب تحریر فرمائیں۔

امام اہل مصر الشیخ الاستاذ رشید رضا المتوفی ۱۳۵۳ھ نے "الایضاح لمسئلة المعية" لکھا۔

علامۃ الوقت الشیخ عبد الرحمٰن بن ناصر السعدی المتوفی ۱۳۷۶ھ نے

(۱) القول السديد فى مقاصد التوحيد

(۲) الرياض الناضرة و الحدائق النيرة الزاهرة في العقائد و الفنون المتنوعة الفاخرة لکھیں۔

العلامۃ السلفی الشہیر الشیخ آغا محمد منیر الدمشقی القاہری المتوفی ۱۳۶۹ھ نے "الحاشیۃ علی الاصول الثلاثۃ وادلتھا" لکھی۔

الشیخ العلامہ المحقق محمد الطیب بن اسحاق الانصاری المدنی، المتوفی ۱۳۶۳ھ نے

(۱) تسهيل الاصول الثلاثة و ادلتها

(۲) عقيدة السلف الصالح - لکھیں۔

رئیس المحققین، مناظر اسلام العلامۃ الشیخ احمد الدین گکھڑوی نے کتاب "برہان الحق" لکھی۔

الشیخ العلامۃ الحافظ محمد اکرم الانصاری الھالائی السندی المتوفی ۱۳۷۷ھ نے کتاب كشف الغطاء والحجاب عن منع الصلوة الى القبور و القباب لکھی۔

الشیخ علامۃ الشہیر ابوالمعالی محمد شکریٰ الالوسی المتوفی ۱۳۸۲ھ نے کتاب

(۱) غاية الامانى فى الرد على النبهانى

(۲) فصل الخطاب فى شرح مسائل الجاهلية للشيخ محمد بن عبد الوهاب لکھیں۔

علامۃ الوقت الشیخ ابو محمد عبد الستار بن الشیخ عبد الوہاب الدہلوی المتوفی ۱۳۸٦ھ نے کتاب

(۱) حقيقة التوسل والوسيلة

(۲) حكم رب الانام فى ابطال عمل المولود والقيام

(۳) حكم النبى بكفر من لايصلى

تصنیف فرمائیں

الشیخ السید ابن الآلوسی المفسر العلامۃ الواعظ الباحث الفقیہ نعمان خیر الدین بن محمد شہاب الدین المتوفی ۱۳۱۷ھ نے

(۱) جلاء العينين فى المحاكمة بين الاحمدين

(۲) الجواب الفصيح لما لقبه عبد المسيح

تحریر فرمائیں۔

ان کے علاوہ اور بھی توحید پر لکھنے والے کئی علماء گزرے ہیں، رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

موجودین اخوان معاصرین میں بھی کئی علماء وفضلا ہیں جو توحید عقائد حقہ کو واضح اور عام کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور اس پر کئی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں اور کئی لکھ رہے ہیں، حجاز، نجد، مصر، شام اور عراق کے علاوہ دیگر عرب ریاستوں میں خواہ پاک وہند اور دیگر ممالک میں کئی ایسے حامیان توحید ہیں جو سلف کی دعوت کو تازہ کر رہے ہیں۔

ساری دنیا ہے تری سارا زمانہ تیرا
جس کو سنتا ہوں وہ کہتا ہے فسانہ تیرا

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اس سلسلہ کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس باغ کو سرسبز و بارونق اور شاداں رکھے اور موحدین کے دل کو شاد و آباد رکھے اور تا ابدالآباد توحید کی طرف دعوت کا چرچہ باقی رہے۔

دل شاد بامراد رہیں مہربان میرے
آباد حشر تک رہیں سب قدردان میرے

پیش نظر کتاب "عقیدۂ توحید اور علماء سلف کی خدمات" فتح المجید کے مشہور و معروف مقدمہ کی الگ سے ایک اختصاصی اشاعت ہے۔اس مقدمہ یا کتاب کے فاضل مؤلف برصغیر کے ممتاز علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔اس راشدی خاندان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سندھ کی سرزمین میں جہاں انوار توحید کی شعاعیں سب سے پہلے برصغیر میں داخل ہوئیں، مسئلہ توحید کے ادراک اور دعوت کا مؤثر اور مستقل اسلوب اختیار کیا۔

یہ کتاب شائقین توحید کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔اس کتاب کے شروع میں عقیدۂ توحید کی اہمیت و فضیلت واضح کی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں گذشتہ چودہ صدیوں میں ان تمام علمی کاوشوں اور دعوتی خدمات کا صدی وار احاطہ کیا گیا ہے جس سے یہ کتاب مسئلہ توحید کے خدمت گزاروں کی ایک مستقل تاریخ کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ اس تصنیف کے آخر میں امام الدعوہ محمد بن عبدالوہاب کی دعوتی سرگرمیوں اور علمی خدمات کا بھرپور تعارف کرایا گیا ہے۔کتاب التوحید کی علمی فضیلت اور اس کی شرح فتح المجید کی دعوتی عظمت کی تفصیلات کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔انتہائے آخر میں چودھویں صدی ہجری تک مسئلہ توحید کی خدمات کے سلسلے میں ایک مبسوط تذکرہ پیش کیا گیا ہے۔

مکتبۃ الدعوۃ السلفیۃ
میمن کالونی مٹیاری ضلع حیدرآباد سندھ